جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

والعصر ان الانسان لفی خسر

ماهنامه

العصر

پشاور پاکستان

اکتوبر ۱۹۹۸ء جمادی الثانی ۱۴۱۹

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیراً

بے لوث خدام دین، اور مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے مخیر مسلمانوں کے لئے

"سنہری موقعہ"

جامعہ عثمانیہ کے توسیعی منصوبہ عثمانیہ کالونی چراٹ روڈ نزد پبی کی وسیع و عریض زمین کی چار دیواری پر کام شروع ہے اس کام کے لئے تخمیناً" آٹھ لاکھ اینٹ چھ ٹرک سیمنٹ بجری اور ریت درکار ہے جبکہ ماسٹر پلان کی تیاری کا کام شروع ہے۔

صرف چار دیواری کے مجموعی اخراجات پندرہ لاکھ سے متجاوز ہیں۔ صدقہ جاریہ کے طور پر اپنی حلال آمدنی محفوظ کر کے کئی گنا اضافہ ہونے کا موقعہ ضائع نہ کریں۔

آج ہی اپنی آمدنی آخرت کی کرنسی میں تبدیل کرکے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ کیجئے

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ العصر پشاور

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن
قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۹ شمارہ ۱۰

...س ادارت
...یر مسؤل
...غلام الرحمٰن
...ب مدیر
...ذاکر حسن نعمانی

...فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳...

جمادی الثانی ۱۴۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء
...بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر- صوبہ سرحد پاکستان

...زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدھم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

فہرست مضامین

افغانستان کا مثالی پر امن معاشرہ	صدائے عصر	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۶
دفعہ 298 کے بارے میں خدشات کا ذکر	مولانا محمد حسن جان	۱۱
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۴
مرتد کی سزا عقل کی نظر میں	مفتی ذاکر حسن	۱۹
سوشلزم کے علمبردار حال کے آئینے میں	مولانا حمید اللہ	۲۴
اخبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ	۲۹
مولانا ایوب جان صاحب		۳۹
فرقہ ناجیہ کی تحقیق	مولانا بدر عالم	۴۳

پبلشر و دفتر
مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۸ روپے / سالانہ اندرون ملک ۸۰ روپے بیرون ملک ۵ اڈالر کی قیمت

صدائے عصر

مدیر مسئول

افغانستان کا مثالی پرامن معاشرہ

دنیا کے جدید اسلحہ سے لبریز ملک بیس سالہ گوریلا جنگ کا تجربہ رکھنے والی افغان قوم میں مثالی امن و امان کا قیام موجودہ وقت کا عجوبہ ہے جس نے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ طالبان حکومت میں مثالی امن و امان کے قیام نے قوم پرستوں اور جہاد افغانستان کے مخالفین کی امیدوں پر پانی پھیر دیا جو روس کی شکست و ریخت کے بعد افغانستان کا لسانی بنیادوں پر تقسیم کی خوابیں دیکھ رہے تھے طالبان حکومت کے پیش رو مجاہدین حکومت یعنی مجددی اور ربانی حکومت میں امن و امان کا کوئی نام نہیں تھا پورا ملک قومندانوں کا یرغمال بنا ہوا تھا اسلحہ کے زور پر جابجا قومندان شرفاء کی عزت و ناموس سے کھیلتے رہے اور قدم بہ قدم غنڈہ ٹیکس دینا پڑتا ایسی قوم جن کے پاس اسلحہ کی وافر مقدار موجود تھی ان میں امن و امان کے قیام کا تصور ہی ممکن نہیں تھا ایسی حالت میں طالبان نے جو مثالی معاشرہ پیش کیا ہے پوری دنیا اس پر حیران ہے بلا شک آج افغانستان ایک اسلامی ریاست کے دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہے اور افغان قوم اسلامی نظام کی برکات سے مستفید ہو رہی ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض اشخاص کے انتہا پسندانہ رویہ سے بعض جگہوں میں شدت محسوس ہو رہی ہے لیکن یہ افغانی معاشرہ کا علاج ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ حالات درست ہوتے جائیں گے

یہ حقیقت کسی پر مخفی نہیں کہ افغانستان کا یہ پرامن معاشرہ کسی کو گوار نہیں۔ غیر مسلم تو درکنار خود بعض اسلامی ممالک اس کو کامیابی سے ہمکنار ہونا نہیں چاہتے ہیں ایران جیسے اسلامی ملک کے دعویدار ہونے کے باوجود افغانستان کی سرحد پر لاکھوں کی

فوج اکٹھا کر کے جنگی مشقیں شروع کر رکھی ہیں کبھی اسرائیل کبھی روس کے دروازے پر محض طالبان کی مخالفت میں دستک دے کر امداد طلب کر رہا ہے۔ پروپیگنڈے کرنے والے رات و دن ایک کئے ہوئے ہیں کوئی موقع ضائع نہیں کرتے ہیں لیکن کسی نے امن و امان پر انگلی نہیں اٹھائی سب یہ مانتے ہیں کہ طالبان کے دور میں مثالی امن قائم ہے۔ میرے خیال میں موجودہ وقت میں یہی افغان قوم کی اولین ضرورت تھی۔ جو بحمد اللہ اسلامی نظام کی برکت سے ان کو ملی ہے لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی نظام صرف قصاص و حدود کے اجراء تک محدود نہیں اگر ہم نے صرف اس پر اکتفا کیا تو یورپ کو پروپیگنڈہ کا ایک اور موقع مل جائے گا کہ اسلام صرف ہاتھ کاٹنے اور لوگوں کو پھانسی دینے کا نام ہے آج افغانستان اقتصادی اور معاشی میدان میں پورے عالم اسلام کی توجہات کا محتاج ہے جیسا کہ روس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے جہاد کے فریضہ کا احساس کر کے اپنی مسئولیت اور ذمہ داری کا ثبوت دیا آج اسلامی نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اس سے زیادہ تعاون کی ضرورت ہے خدانخواستہ اگر اقتصادی مشکلات یوں قائم رہیں ان کے ازالہ کی کوشش نہیں کی گئی تو ایسا نہ ہو کہ افغان قوم ایک دفعہ طالبان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور مخمصہ کی حالت میں اسلامی نظام سے بغاوت کا اعلان کریں۔ موجودہ دور میں افغانستان کی سرزمین کا انتخاب عطیہ خداوندی ہے یہاں پر اسلامی نظام کے قیام کا جو تجربہ کیا جا سکتا ہے وہ دنیا کے کسی دوسرے کونے میں ممکن نہیں کیونکہ دوسرے ممالک مروجہ جمہوریت کا شکار ہیں اگر ننانوے فیصد مسلمان اسلامی نظام مانگ رہے ہیں اور ایک فیصد غیر مسلم تیار نہ ہو تو اسلامی نظام حق تلفی اور ظلم و زیادتی متصور ہوتی ہے۔ ایسا ہی یہودیوں کے سودی نظام نے پوری دنیا کو ایسا کنٹرول کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی سودی نظام سے الگ ہونا چاہئے تو نہیں ہو سکتا اور سودی نظام اسلامی معیشت کے قیام کا سب سے بڑا مانع اور رکاوٹ ہے۔ افغانستان وہ واحد ملک ہے جو دنیا کے کسی ملک یا کسی ادارے کا مقروض نہیں اور نہ وہاں پر سودی نظام قائم ہے ایک کھلا میدان ہے جہاں اسلامی معیشت کا آسانی سے تجربہ کیا جا سکتا ہے اسلامی

Scanned with CamScanner

ممالک یا دینی ادارے یا متمول اسلامی ذہن رکھنے والے حضرات اگر کسی اسلامی
کو کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں تو افغانستان میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے
ملکی سطح پر کوئی طالبان سے موافقت کے لئے تیار نہ ہو کیونکہ اکثر اسلامی م
امریکہ کے مفادات کے امین ہیں جب اسلامی ممالک کی دلچسپی ممکن نہیں تو اس
کو کامیاب کرانا دیندار مسلمانوں کی ذمہ داری ہے جن کو اللہ نے وسائل دیئے
ان میں چند کاروباری حضرات اس میدان میں سرمایہ ڈال کر اسلامی معیشت کی بن
کاروبار شروع کر سکتے ہیں افغانستان میں ٹیکس کا نظام بھی قابل تحمل ہے یوں د
فوائد کے سنہری مواقع ہونے کے علاوہ اسلامی نظام کی کامیابی کے لئے ایک بڑ
کوشش کا موقع ہے

طالبان حکومت کے ذمہ دار حضرات کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ اسلامی نظام نہ ص
افغانستان کے لئے ہے اور نہ یہ چند مہینوں کا کام ہے جو ہنگامی بنیادوں پر کچھ و
کے لئے چلایا جا سکے ایک نازک موقع ہے جس میں نیک نامی کی نسبت سے بد
کے مواقع زیادہ ہیں اسی لئے احتیاط سے قدم لینا چاہیئے معمولی باتوں پر لوگوں کو مج
کرنے کے بجائے اہم امور پر زور دینا چاہیئے پوری دنیا کی نظریں افغانستان پر
ہوئی ہیں خدا نخواستہ اگر یہ نظام افغانستان میں فیل ہوا افغان عوام کو سکھ و چین ا
اطمینان کی زندگی نہ مل سکی تو پوری دنیا اس نظام سے متنفر ہو جائے گی اور آئ
کے لئے کوئی اسلامی نظام کا نام لینے والا نہیں ہو گا

تعلیم نسواں کے بارے میں حکومت کا امتناعی حکم اگر مصلحت کی بنیاد پر ہو تو پھر ا
میں کوئی حرج نہیں لیکن مستقل طور پر عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند کرنا اسلا
کی کوئی خدمت نہیں بلکہ یہ اسلامی اصول سے متصادم حکم ہے ۔ طب ۔ دستکار
اور تدریسی میدان زندگی کے ایسے شعبے ہیں جہاں خواتین فعال کردار ادا کر سکتی ہی
اس لئے خواتین کے تعلیمی اداروں میں اصلاحی قدم اٹھا کر ایسا تعلیمی ماحول بنانا چاہیئے
جس میں عورتیں پردہ میں رہتی ہوئی وقت کے بہترین سکالرز ثابت ہوں ۔ طالبان
حکومت کے خلاف ایک دوسرا زہریلا پروپیگنڈہ منشیات کو فروغ دینے کا ہے ۔ نشہ

Scanned with CamScanner

ور اشیاء کا استعمال شریعت میں حرام ہے اس لئے ہیروئن کی تیاری پر مکمل پابندی
لگانا ضروری ہے ملک کے کسی حصے میں ہیروئن کی تیاری کا موقع دینا اسلام کی بدنامی
کا بڑا ذریعہ ہے۔
یسا ہی عصری علوم کے اداروں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اگرچہ نصاب میں کچھ
ضافہ مناسب ہے تاکہ عصری علوم سے ایک فارغ شخص کو اپنے فرائض کا علم ہو
لیکن عصری علوم کے اداروں کو مدارس عربیہ میں تبدیل کرانا مناسب نہیں کیونکہ فنی
ماہرین کی ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بہتر یہ ہو گا کہ اسلامی مدارس
الگ قائم ہوں اور عصری علوم کے اداروں میں مزید اضافہ ہو تاکہ دنیا یہ جان سکے کہ
اسلام ہی تعلیم و تربیت کا علمبردار ہے اللہ تعالیٰ نے طالبان کو ایک بہترین موقع دیا
ہے اس لئے کہ اس سے فائدہ اٹھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ معمولی
معمولی باتوں پر فضیلت کا معیار بنا کر اہم مقاصد ادھورے رہ جائیں ارباب فہم و
دانش کو بھی احساس ہونا چاہیئے کہ صرف توصیفی قصیدے لکھنے کی بجائے تنقیدی نظر
رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں کسی خود ساختہ نظام پر اسلام کا لیبل نہ لگے۔
یقیناً" وہ ہماری کامیابی نہیں بلکہ ناکامی ہو گی۔
والعصر ان الانسان لفی خسر۔ الآیۃ

سلام الرحمٰن عفی عنہ
۲۵/ ۷/ ۹/ ۱۴۱۹

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمٰن

ومن الناس من يقول امنا بالله واليوم الاخر وماهم بالمومنين ○ يخدعون الله والذين امنو وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون ○ فى قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانو يكذبون

ترجمہ :۔ اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو (زبان سے تو کہتے ہیں) ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ ایماندار ہیں نہیں ۔ وہ اپنے نزدیک اللہ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں ۔ ان کے دلوں میں (شک) کا مرض ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو بڑھا دیا ہے اور ان کو (مرنے کے بعد) سخت عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے ۔

محاسن مومنین اور کفار کے تذکرہ کے بعد منافقین کا تعارف ہو رہا ہے قرآن نے انکے تذکرہ میں بڑی دلچسپی لی ۔ پانچ آیات میں مومنین' دو آیات میں کفار کا تذکرہ کرکے منافقین کے بیان کے لئے تیرہ آیات مختص کیں جن میں ان کے ظاہری اور باطنی خباثت کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ۔

منافقین کون ہیں؟

یہ قرآن مجید کی خاص اصطلاح ہے ۔ ان مخالفین کے لئے استعمال ہوتی ہے جن کے ظاہری رویے اور باطنی اعتقادی کیفیت میں ہم آہنگی نہیں پائی جاتی ۔ مکہ مکرمہ میں ان لوگوں کا وجود نہیں تھا وہاں پر یا تو ایسے جان نثار اور وفادار مسلمان تھے جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی غلامی اپنی زندگی کا گرانقدر سرمایہ سمجھتے تھے

اوریا دشمنوں کی وہ جماعت تھی جو دینی دشمنی میں کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے ۔ قرآن نے ان کا تذکرہ "کفار" کے نام سے کیا ۔ تاہم شرکی عقائد اپنانے کی وجہ سے کبھی مشرکین کے نام سے ان کا تذکرہ ہوتا ہے لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ سے اسلام کی روشنی پھیلی اور مسلمانوں کا بین الاقوامی میدان میں تعارف ہوا ان کی قوت اور طاقت تسلیم کی گئی تو مدینہ منورہ میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جو اسلام کی ترقی برداشت نہیں کرسکتے تھے لیکن دنیوی مفادات یا مسلمانوں سے ڈرنے کی وجہ سے اسلام کی اعلانیہ مخالفت بھی نہیں کرسکتے تھے ایسے لوگ اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ان کی مجالس میں شریک ہوتے لیکن پس پردہ یہ دشمنان اسلام کے لئے آلہ کار تھے ۔ ایسے لوگوں کیلئے تو قرآن نے "منافقین" کا نام رکھا ۔ یہ لوگ بھی کفار تھے بلکہ کفار میں بدترین جماعت تھی جو مار آستین بن کر اسلام کی مخالفت کرتے تھے ۔ قرآن نے اگرچہ ان کا نام لے کر تعین نہیں کیا لیکن ان کے کردار، گفتار، رویہ اور معاشرتی زندگی کا جس انداز سے تذکرہ کیا صحابہ کے لئے ان کی پہچان مشکل نہ رہی ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمانی فراست کی بدولت کچھ منافقین کو جانتے تھے اس لئے عبداللہ بن ابی ابن سلوک کے جنازہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی شرکت آپ کو گوارا نہیں تھی جس پر بعد ازاں وحی اتری ۔

آج کل منافق ہے؟

منافقین کی حقیقت واضح ہونے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں یکسانیت مفقود رہی اس لئے یہ لوگ کافروں کی جماعت شمار ہوئے ۔ لیکن دل کے رازوں کا جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے ۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی شخص کے دل کی حقیقت کسی پر عیاں ہو اور ہم یہ کہہ سکیں کہ اس کا عمل عقیدہ کے مطابق نہیں البتہ حضرت

رسول اللہ کے دور میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی یہ بتلایا کہ فلاں شخص کا دل ایمان سے خالی ہے اس لئے ایسے منافقین جن کو کفار کی جماعت میں شمار کرسکیں ابھی ممکن نہیں یہ منافقین خیر القرون کے دور سے خاص ہیں - لہٰذا آج کل اگر ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر بھی اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہو تو اس کی سرگرمی اگر ایسی ہو جو موجب کفر ہے - ظاہر ہے کہ اس کو مرتد شمار کیا جائے گا - علماء اس کو "ملحد" اور "زندیق" کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں - لیکن جہاں کہیں ایسی سرگرمی موجب کفر نہ ہو - بلکہ زیادہ سے زیادہ ایسا کردار گناہ شمار ہوتا ہو تو اس کو مسلمان ہی جان کر کفر کا فتویٰ اس پر نہیں لگایا جائے گا - تاہم اس کے منافقانہ کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا -

علماء کرام پہلی قسم کو اعتقادی نفاق اور دوسری قسم کو عملی نفاق کہتے ہیں - خیر القرون کے بعد عملی نفاق ممکن ہے - چنانچہ حضرت ابوہریرہ سے صحیحین کی روایت ہے - حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں - جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے - اگر کسی شخص میں یہ کمزوریاں ہوں تو یہ ضروری نہیں کہ اس پر منافق کا فتویٰ لگا کر اس کو کافر کہا جاسکے - تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسے منافقانہ کردار اپنانے سے انسان بسا اوقات ایمان کی دولت سے محروم رہ جاتا ہے - یہ کمزوریاں روز بروز مرتکب پر ایسی چھائی جاتی ہیں کہ زبان سے بے ساختہ الحاد و بے دینی کا نعرہ بلند ہوتا ہے - جس پر کفر کے فتوی لگانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا - جب تک موجب کفر قول کا اظہار نہ ہو یا عملی طور پر ایسا قدم نہیں اٹھایا ہو تو مسلمانوں کی جماعت کا فرد شمار ہوگا - اگر دل میں ایمان کی چنگاری موجود ہو لیکن اعمال میں کمزوری ہو - منافقانہ کردار کا مالک تو کبھی ایمان کی قوت مضبوط ہوکر یہ کمزوریاں زائل ہوجاتی ہیں اور اگر دل میں ایمان نہ ہو تو یہی منافقانہ کردار دل پر حاوی ہوکر آخر کار مسلمانوں کے زمرہ سے اس کو نکال دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے -

اس رکوع میں قرآن نے منافقین کے کردار کے چند شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے سورۃ توبہ میں اس کی بڑی تفصیل ہے - یہاں پر منافقین کے اعتقادی، اخلاقی، عملی اور معاشرتی کردار سے پردہ اٹھایا جاتا ہے اور آخر میں جا کر ان کی محرومی دو مقالوں کے ذریعہ واضح ہوتی ہے تاکہ ان کی بدقسمتی امت پر عیاں ہو - اللہ تعالیٰ نے فرمایا - "کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو زبان سے اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے سینے ایمان کے نور سے خالی ہیں - اور یہ مومن نہیں - سورۃ منافقین کی ابتداء میں فرمایا جب آپ کی خدمت میں منافقین حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم دل کی گہرائیوں سے کہتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے لیکن اللہ تعالیٰ اعلان کرتے ہیں کہ منافقین اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں - چونکہ منافقین اس سوء زعم میں مبتلا تھے کہ ہمارے باطن کا علم کسی کو نہیں اس لئے اگر ہم حضرت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے سامنے ایمان کا اظہار کرکے باطنی خباثت کو چھپائیں شاید ان کو پتہ نہ لگے اور یوں ہمیں مسلمان سمجھ کر ہمارے ساتھ اپنے ساتھیوں کا سلوک کریں گے - اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا یہ لوگ بظاہر اللہ تعالیٰ کے رسول اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ ان کے دھوکے کی سزا ان کو ملے گی دنیا میں ایمان سے محروم رہنا بڑی سزا ہے اس لئے درحقیقت یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن ان کو اس کا احساس نہیں -

قرآن مجید نے "فی قلوبھم مرض" سے ان کی بیماری کی تشخیص کی اور اعتقادی خباثت کو اجاگر کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی محفل و مجلس سے باریابی کے باوجود یہ لوگ ایمان کی دولت سے کیوں محروم رہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے دلوں میں شک کی بیماری ہے - مسلمانوں کی روزمرہ ترقی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعامات اور احسانات کے لامتناہی سلسلے سے ان کی بیماری روز روز زیادہ ہوتی رہی - یہاں تک کہ مرتے دم تک ان کو اس بیماری سے خلاصی

نہیں ملی اور مرتے دم تک یہ لوگ یہی جھوٹ بولتے رہے کہ ہم ایمان لا چکے ہیں چنانچہ قیامت کے دن ان کے لئے اس جھوٹ کی وجہ سے دردناک عذاب ہوگا۔

منافقین کو قتل کرنے کی وجوہات

منافقین کے اعتقادی خبث کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن نے دو ٹوک فیصلہ دیا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ کفار سے بدترین دشمن ہیں۔ اس کے باوجود حضرت رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا۔ مفسرین نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں ایک جواب یہ ہے کہ حضرتؐ نے مصلحت کے طور پر ان کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مارتے ہیں یہ ایسا پروپیگنڈہ تھا جس سے دشمنان اسلام غلط فائدہ اٹھا سکتے تھے اس کے سدباب کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل نہیں کیا۔ امام شافعی سے ایک دوسرا جواب منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ چونکہ کلمہ شہادت بظاہر پڑھتے تھے اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ جس نے لاالہ الااللہ کہہ دیا تو اس کی جان محفوظ ہوئی۔ چونکہ کلمہ شہادت عصمت نفس کا ذریعہ ہے اس لئے ان کے اقرار کی وجہ سے یہ لوگ قتل سے محفوظ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیوی احکام کا اجراء اقرار پر ہوتا ہے جبکہ اخروی ثمرات مرتب ہونے کے لئے دل کی گہرائیوں سے ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ مفسرین کے اقوال سے ایک تیسرے جواب کا ثبوت ملتا ہے وہ یہ ہے کہ منافقین کی بقاء میں یہ راز مضمر تھا کہ صحابہ کرام کی پر خلوص قربانیوں کی عظمت واضح ہو کیونکہ جس محفل میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بیٹھا تھا۔ اس محفل سے اس کے بیٹے کو ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور یہ خود محروم رہا۔ اس محفل سے ایسے جان نثار صحابہ تیار ہوئے جنہوں نے تن من دھن کی قربانی دی لیکن دوسری طرف منافقین کو ایک مجھور اخلاص کی نیت سے دین دینے کی توفیق نہیں

دفعہ 298 کے بارے میں بعض خدشات کا ذکر

شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان

دفعہ 298 ڈی کسی عورت کو مذہب کی تبدیلی کے لئے مجبور کرنا جو کوئی۔
(الف) کسی عورت کو دباؤ کے ذریعہ اپنا مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرے گا یا
(ب) اٹھارہ سال سے کم عمر کی کسی لڑکی کا مذہب تبدیل کرائے گا یا اس کا مذہب تبدیل کرنے کی رسم تقریب سرانجام کرائے گا یا
(ج) اٹھارہ سال سے کم عمر کی کسی لڑکی کی تبدیل مذہب کی رسم سرانجام دے گا' یا ایسی لڑکی کے لئے تبدیل مذہب کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا وہ جرم کا مرتکب ہو گا جس کے لئے سزائے قید ہو گی جس کی مدت تین سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا قید و جرمانہ دونوں تبصرہ دین اسلام کے مسلمہ اصول و قواعد کے مطابق اسلام کی طرف دعوت دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایک اسلامی فریضہ بھی ہے' تمام انبیائے کرام۔ علیھم السلام اس دعوت دینے کے لئے دنیا میں تشریف لائے چنانچہ حضور پاکؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی باتوں کے ذریعے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔ سورۃ النحل آیت۔ اور دوسری آیت نمبر 108 سورۃ یوسف میں ارشاد خداوندی ہے کہ قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف سے اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں (یوسف ، 108) اور حضور پاکؐ نے خود بھی اس امت مرحومہ کو یہ فریضہ سپرد فرمایا ہے کہ بلغو عنی ولو آیۃ۔ (بخاری ج 1 ص۔ 419) اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کے جہاد کے موقع پر پہلے اسلام کی

Scanned with CamScanner

طرف دعوت دینے کے لئے ارشاد فرمایا اور پھر فرمایا "لان یھدی اللہ بک رجلا" واحدا" خیر لک من حمر النعم آپ کی وجہ سے ایک آدمی کو ہدایت مل جائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (بخاری ج 2 ص 606) اور وفود کو روانہ کرتے ہوئے قوموں کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے ارشاد فرماتے چنانچہ بخاری شریف جلد اول صفحہ 19 میں "باب تحریض النبی - صلی اللہ علیہ وسلم - وفد عبدالقمیس علی ان یحفظوا الایمان والعلم ویخبروا من ورائھم وفد عبدالقیس کو ترغیب دی کہ اپنے ایمان اور علم کی حفاظت کرو اور دیگر لوگوں کو اس بارے میں خبردار کرو - اس مقصد کے لئے منعقد فرمایا ہے۔

البتہ اسلام میں کسی کو جبر و اکراہ سے مسلمان کرانا ' اور مذہب تبدیل کرانا جائز نہیں ہے اسلام میں جہاد وقتال بھی کسی کو جبرا" مسلمان کرانے کے لئے نہیں بلکہ شرو فساد کے خاتمہ کے لئے اور اسلامی حکومت اور اسلامی عدل و انصاف کو نافذ کرانے کے لئے ہے اس لئے اگر غیر مسلم جزیہ دینا اور اسلام کے قوانین عامہ کا احترام قبول کرے اور اسلامی حکومت کو مان لے تو وہ مسلمانوں کی طرح ہر اعتبار سے محفوظ رہے گا اور اپنے مذہب اور عائلی زندگی میں آزاد رہے گا لہذا دفعہ (الف) میں تفصیل چاہیئے اور یہ قابل غور ہے

اگر کسی شخص نے واقعی اکراہ کے طور پر قتل کی دھمکی یا کسی عضو کاٹنے کی دھمکی دی ہو جسے اکراہ کہتے ہیں کسی عورت کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا ہو تو وہ عورت اپنے مذہب ہی پر رہے گی کیونکہ ایمان کا تعلق بنیادی طور پر دل اور عقیدہ سے ہے جہاں جبر و اکراہ کا اثر نہیں پہنچ سکتا اور اسی صورت میں اگر عورت اکراہ کا دعویٰ کرے تو جبر و اکراہ کرنے والے شخص کو تعزیری سزا دی جا سکتی ہے کیونکہ یہ طریقہ اپنانا اسلام کے مسلمہ قواعد و ضوابط کے خلاف ہے اور کسی غیر مسلم ملکی باشندہ کے مذہب میں بے جا مداخلت ہے جو قابل تعزیر ہے

دفعہ (ب) اور دفعہ (ج) دونوں دفعات ناقابل قبول ہیں کیونکہ اسلامی اصول کے

مطابق اگر کوئی نابالغ عقل مند لڑکا، لڑکی جبکہ نا سمجھی کی عمر نہ ہو اپنی خواہش رضا و رغبت سے اسلام قبول کر لے تو اسلام کی تعلیمات کے مطابق اس کا اسلام معتبر اور صحیح ہو گا چنانچہ بخاری شریف جلد اول ص 180 پر یہ باب باب اذا اسلم الصبی - وھل یعرض الاسلام علی الصبی الخ اس مقصد کے لئے منعقد کیا گیا ہے یعنی کیا بچے پر اسلام پیش کیا جا سکتا ہے کہ نابالغ بچوں کا اسلام معتبر ہے اور ان پر اسلام کے احکامات جاری ہوں گے اس کا ایمان معتبر ہے لیکن اہلیت ابھی نابالغ ہونے کی وجہ سے ناقص اور قاصر ہے اس لئے اس پر نماز روزہ فرض نہیں اور اس ذیل میں ابن صیاد، یھودی النسل، نابالغ بچے کا قصہ تفصیل کے ساتھ ذکر ہے کہ حضور پاکؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا اتشھد انی رسول اللّٰہ اور ایک دوسرے نابالغ یہودی بچہ کو جب اسلام کی دعوت دے گئے اور وہ مسلمان ہوا تو آپ نے فرمایا الحمد للّٰہ الذی انقذہ من النار تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس بچہ کو آگ سے بچالیا اور خوشی کا اظہار فرمایا اس طرح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "بچپن ہی سے مسلمان ہو گئے تھے اور آپ نے ان کا اسلام قبول فرمایا تھا البتہ اگر کوئی مسلمان نابالغ لڑکا یا لڑکی اسلام سے انحراف کرے اور معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو ان کا ارتداد قبول نہیں ہو گا اور ان پر ارتداد کے احکام جاری نہیں ہوں گے الاسلام یعلو ولا یعلی ایک مسلمہ قاعدہ ہے

اور جب نابالغ بچوں کا اسلام لانا اپنی رغبت اور رضا سے، شرعی نقطہ نگاہ سے جائز اور معتبر ہے تو اسلام لانے کی کسی تقریب میں شرکت کرنا یا انجام دینا یا ان کو اسلام کا سرٹیفکیٹ دینے میں کون سی شرعی قباحت ہے؟ یا خلاف اسلام بات ہے؟ جس کی بنیاد پر ایسے شخص کو مجرم اور سزا کا مستحق قرار دیا جا سکے - لہٰذا یہ دونوں دفعات (ب) و (ج) قطعی طور پر درست نہیں ہیں

امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک عقل مند نابالغ بچے کا ارتداد مقبول ہے اس کو اسلام پر مجبور کیا جائے گا لیکن قتل نہیں کیا جائے گا ارتداد کے لئے بلوغ شرط نہیں البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک عقل مند بچے کا ارتداد مقبول نہیں اور اسلام مقبول ہے

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

تعزیت اور دعا کے آداب

بخدمت اقدس جناب واجب الاحترام حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب مد ظلہ العالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں کتاب و سنت کی رو سے آپ کا فتویٰ مطلوب ہے

1۔ نماز جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے بعد میت کے لئے دعائے مغفرت مانگی جائے یا نہ مانگی جائے ۔ مانگنے کی صورت میں اس دعائے مغفرت کی کیا شرعی حیثیت ہو گی اور نہ مانگنے کی صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

2۔ میت کی تدفین و تلقین کے بعد میت اور دیگر اہل قبور کے لئے دعا مانگی جائے یا نہ مانگی جائے مانگنے کی حالت میں اس کی شرعاً کیا حیثیت ہے اور نہ مانگنے کے اعتبار سے کیا حکم ہو گا؟

3۔ مذکورہ بالا حالتوں میں اگر دعائے مغفرت شرعاً درست ہے تو پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے یا بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگی جائے شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

والسلام

آپ کا مخلص

ونگ کمانڈر سید جلال شاہ

جواب و باللہ التوفیق

پہلے دونوں سوالات کے بارے میں شاید یہ کہنا بے محل نہ ہو کہ فوتگی پر میت کی طرح پسماندہ ورثاء بھی دعا کے محتاج ہوتے ہیں کیونکہ غم سے نڈھال ورثاء قدم بہ قدم اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ ایسے نازک موقع پر کوئی ان کا سہارا بن سکے۔

شرعی نکتہ نظر سے ایسے موقع پر مسلمانوں کے لئے دو ذمہ داریاں نبھانا ہوتی ہیں جس میں ایک تعزیت اور دوسری میت کے لئے دعا ہے جہاں تک ہمارے ہاں میت کے پسماندہ ورثاء کے پاس جاتے ہیں تو یہ تعزیت ہے یعنی پسماندہ ورثاء کو صبر کی تلقین کے مترادف ہے۔ حضرت رسول اللہؐ فرماتے ہیں

مامن مؤمن یعزی اخاہ بمصیبۃ الاکساہ اللہ سبحانہ من حلل الکرامۃ یوم القیامۃ

(ابن ماجہ ر 115)

تعزیت چونکہ ورثاء کو تسلی دینا اور ان کے لئے صبرو استقامت کی دعا ہے اس لئے اس میں بسا اوقات محض جا کر شریک رہنے سے میت کے ورثاء کی تسلی ہو جاتی ہے تاہم فقاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں یوں کہنا چاہیئے کہ "اللہ تعالیٰ تمہاری میت کو بخش دے اور تجھے صبر نصیب کرے بہتر یہ ہے کہ یہ الفاظ بھی شامل ہوں جو حضرت رسول اللہؐ سے مروی ہیں

واحسن ذلک تعزیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی (ھندیہ ج 1/ 167)

چونکہ تعزیت سے تسلی دلانا مقصود ہے اس لئے اس میں تکرار مناسب نہیں اور نہ تین دن کے بعد جانا چاہیئے تاکہ پسماندہ کو غم کا دوبارہ تذکیر نہ ہو الا یہ کہ کوئی دور رہتا ہو تو تاخیر سے پہنچنے کی صورت میں اس کو تعزیت کے لئے حاضر ہونے میں کوئی حرج نہیں

Scanned with CamScanner

تعزیت کا بہترین وقت تدفین کے بعد ہے لیکن جہاں کہیں مصیبت سے متاثر ہونا زیادہ ہو تو تدفین سے پہلے بھی تعزیت کی جا سکتی ہے تعزیت کے لئے غیر مسلم کے پاس جانا بھی جائز ہے

(2) دوسری چیز میت کے لئے دعا ہے اس کے لئے کسی خاص وقت کا تعین مجھے معلوم نہیں تعزیت کرتے وقت مردے کے لئے دعا مانگنے میں بھی کوئی حرج نہیں جنازہ چونکہ خود ایک دعا ہے ایسے وقت دعا کرنے کا ایک ماثورہ طریقہ موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے اپنی طرف سے دعا کے لئے دوسرے طریقے ایجاد کرنے یا اس کے اضافے کرنے سے عبادت کی مقررہ حقیقت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اس لئے جنازہ کے فورا" بعد باقاعدہ دعا کرنے کا اہتمام کرنا زیادت علی الشرع کے مترادف ہے ۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں

ولا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانه دعا مرۃ لان اکثرھا دعاء۔ (برازیہ هاش هندیه - ج 4/18)

لیکن تشابهہ کا احتمال صفوف کی کیفیت باقی رہنے تک ہے اس لئے ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم بعد کسر الصوف دعا کرنے میں کوئی خاص حرج محسوس نہیں فرماتے ہیں

تاہم اگر ایسی کوئی صورت میں بھی دعا اگر لوگ ایک لازمی چیز قرار دیں اور اس کے بغیر جنازہ ایک ناقص دعا متصور کریں تو پھر چھوڑنا بہتر ہے اور تدفین کے بعد دعا پر اکتفا کیا جائے کیونکہ تدفین کے بعد دعا کرنا حضرت رسول اللہؐ سے ثابت ہے ۔ جیسا کہ امام ابوداؤد کے حوالہ سے مروی ہے۔

حدثنا ابراھیم بن موسیٰ الرازی ثنا هشام عن عبداللّٰہ بن بحیر عن هانئی مولی عثمان عن عثمان بن عفان قال کان النبی صلی اللہ علی وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه استغفرو الاخیکم واسلوا له بالتسبیت نانه الان یسئل

ایسی صورت میں دوسرے مردگان کو بھی دعا میں شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
میت کے لئے دعا کرنے کے بارے میں شامی کی عبارت ہے
والسنة زيارتها قائما والدعاء عندها قائما" كما كان يفعله صلى الله عليه وسلم فى الخروج الى البقيع -------- ثم يدعو قائما طويلا وان جلس يجلس بعيدا (شامی ۔ ج 1/ 605)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کو مد نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اس سے دعا کا جائز ہونا ثابت ہے اور ہاتھ اٹھانا مطلقاً" آداب دعا سے ہے یہ سب درست ہوا۔ (امداد الفتاویٰ ۔ ج 1/ 50)

علاوہ ازیں فتح الباری کے حوالے سے حضرت رسول اللہؐ کا میت کے لئے دعا کرنے میں رفع الیدین کی روایت بھی ثابت ہے اس لئے دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا حدیث سے موافقت کے علاوہ دعا کے آداب سے بھی موافقت رکھتا ہے۔

واللہ الموفق

غلام الرحمان عفی عنہ

فکس دانت لگانا

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ذیل کے مسئلہ میں کہ
ڈینٹل والے ایک قسم کے دانت بناتے ہیں جو منہ میں پکے لگ جاتے ہیں اور اس کے لئے ایسا کور بناتے ہیں جو اس نئے دانت کے ساتھ والے دانتوں پر مکمل چڑھ جاتا ہے اس طرح ان دانتوں کو پانی نہیں پہنچتا وہ کہتے ہیں کہ جس وقت دانت لگائے جائیں اس وقت باوضو ہونا چاہیئے بعد میں کوئی حرج نہیں
لہذا مذکورہ صورت میں اس دانت کا کیا حکم ہے؟
اور غسل ادا ہو گا یا نہیں ؟ وضو کا کیا حکم ہے؟

محمد شفیع الرحمان

گل بہار کالونی نمبر 5 پشاور

۱۔ج

الجواب و باللہ التوفیق

ھضم کے نظام میں درستگی اور فعالیت کا دارومدار دانتوں پر ہے اس لئے ضرورت کے وقت دانت کا علاج کرنا یا متبادل دانت بنوانا جائز معالجہ ہے یہ الگ بات ہے کہ دانت لگوانے کے مختلف طریقے ہیں بعض اوقات ایسے دانت لگوائے جاتے ہیں جن کا منہ میں رکھنا اور نکالنا آسانی سے ہوتا ہے ۔ ایسی صورت میں غسل کے وقت دانت نکالنے ہوں گے اور اگر غفلت یا سستی کی وجہ سے دانت منہ میں رہ کر اس کے نیچے کی جگہ پانی پہنچنے سے خالی رہ گئی تو غسل نہیں ہو گا لیکن اس کے مقابلہ میں پکے دانت نصب کرنا زیادہ سود مند ہے ایسا طریقہ علاج اختیار کر کے جب دانت کا نکالنا موجب حرج ہو تو غسل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

والدلیل علی ذلک ما فی شرح النقایة

فما فی غسله حرج كراخل العين يسقط ومالا حرج فيه يبقى شرح النقاية ج 35/1

بقیہ صفحہ ۱۰ سے

ملی یہ دنیا کا دستور ہے کہ کسی چیز کی حقیقت اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے واضح ہوتی ہے اسلئے منافقین کے نفاق کی وجہ سے مخلصین کی قربانیوں کی حقیقت مسلمانوں پر کھلی۔

Scanned with CamScanner

مرتد کی سزا عقل کی نظر میں

مفتی ذاکر حسن نعمانی

ہر ملک و مذہب والوں کے نزدیک بعض اقوال و افعال کا شمار مذہبی یا قانونی طور پر جرائم میں ہوتا ہے ان جرائم کا تعلق کبھی عقیدہ کے ساتھ، کبھی عمل کے ساتھ ہوتا ہے، کبھی اخلاقی جرم ہوتا ہے کبھی معاشرتی کبھی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ پھر ان جرائم کے لئے مختلف قسم کی چھوٹی بڑی سزائیں مقرر کی جاتی ہیں ان سزاؤں پر کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ اعتراض مناسب ہوتا ہے کیونکہ ملک و قوم کے امن و امان اور اطمینان کا مسئلہ ہوتا ہے خیر اسی میں سمجھی جاتی ہے کہ مجرم کو قانون و انصاف کے مطابق سزا دی جائے

مرتد

اسلام کے نزدیک دیگر جرائم کی طرح ارتداد ایک عظیم جرم ہے اس لئے اس کی سزا قتل ہے ارتداد اسلام سے پھر جانے کا نام ہے خواہ کسی غیر مذہب کو قبول کرے یا نہ کرے ایمان کے بعد اس کی زبان پر کلمہ کفر اختیارا" جاری ہو عقل مند ہو پاگل نہ ہو اور بہت چھوٹا بچہ نہ ہو مرتد اگر مہلت مانگے تو تین دن تک مہلت دی جائے گی اگر اس کے شبہات دور ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ دین اسلام فی نفسہٖ حق ہے اس لئے اس کو سزا کے طور پر قتل کر دیا جائے گا مرتد پر دوبارہ اسلام پیش کرنا مستحب ہے۔ اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کے لئے صرف جیل کی سزا ہے یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ مرتد کی توبہ قبول کی جائے گی اس کے لئے اسلام کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے

مرتد کی مہلت

مرتد کو تین دن تک مہلت دی جائے گی اگر عورت نہ ہو کیونکہ مرتد عورت کی سزا صرف، عمر قید ہے مرتد اپنے شکوک و شبہات پیش کرے۔ مسلمان اس کے شکوک کا

ازالہ کریں گے اگر تین دن تک شبہات کا ازالہ نہ ہوا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اس لئے کہ اسلام اپنی جگہ حق اور صحیح مذہب ہے مرتد کے شکوک کا ازالہ اس لئے نہیں ہو رہا کہ یا تو اس کے فہم و عقل کا قصور ہے یا سمجھانے والے اس کو سمجھا نہیں سکتے کسی فن مثلاً" ریاضی پڑھنے والوں کی ایک جماعت ہے اور ایک پڑھانے والا ماہر فن ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے پڑھانے کا ملکہ خوب عطا کیا ہو لیکن جماعت میں بعض غبی طالب علم ہوتے ہیں جو استاذ کے بار بار سمجھانے کے باوجود مسئلہ کی حقیقت نہیں جان سکتے طالب علم اس کو اپنے فہم کا قصور سمجھتا ہے نہ اپنے استاد پر اعتراض کرتا ہے نہ اس مسئلے کا انکار کرتا ہے اسی طرح کبھی ایک ماہر فن استاد خود ایک مسئلہ کو اچھی طرح جانتا ہے لیکن اس کے اندر دوسروں کو سمجھانے کی استعداد یا بالکل نہیں ہوتی یا کم ہوتی ہے روزمرہ کا مشاہدہ اس پر گواہ ہے بعض اساتذہ فن کو اللہ نے پڑھانے کا ایسا ملکہ عطا کیا ہوتا ہے کہ ذہنی لحاظ سے ہر سطح کے طالب علم کے دماغ میں مسئلہ کی حقیقت اتار دیتے ہیں ۔ دارالعلوم حقانیہ میں ہمارے ایک استاد صاحب نے اپنے استاد صاحب کا واقعہ سنایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پڑھانے اور سمجھانے کا بہترین ملکہ عطا کیا تھا ایک دفعہ کوئی دقیق مسئلہ سمجھا رہے تھے لیکن طلباء نہیں سمجھ رہے تھے آخر کار استاد صاحب نے کہا کہ دیکھو ایک آدمی کہتا ہے کہ میرے دو بیل گم ہو گئے ہیں اور دوسرا آدمی کہتا ہے کہ میرے دونوں بیل گم ہو گئے طلبہ کرام نے فوراً" کہا سمجھ گئے پہلے قول کا مطلب یہ تھا کہ بیل تو زیادہ تھے لیکن صرف دو گم گئے اور دوسرے آدمی کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں صرف دو بیل تھے۔ لہٰذا یہ بات معلوم ہوئی کہ شریعت اسلامیہ میں اگر کوئی مسئلہ صحیح نقل کے ساتھ ثابت ہو تو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے نہ ماننے کے لئے یہ عذر اور شرط صحیح نہیں کہ ہماری سمجھ سے بالا ہے ہماری سائنس ، ریاضی اور دیگر علوم و فنون میں کتنے ایسے مسائل ہیں کہ لوگوں کی سمجھ سے باہر ہیں لیکن کوئی انکار نہیں کرتا ہزاروں من ہوائی جہاز ہوا میں اڑتا ہے لیکن کتنے لوگ ایسے ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اتنا بھاری لوہا ہوا میں اڑ سکتا ہے انکار کوئی نہیں کر رہا بے شمار لوگ

Scanned with CamScanner

کمپیوٹر اور اس کی کارکردگی سے ناواقف ہیں لیکن انکار کوئی نہیں کر رہا اسی طرح ٹیلی فون 'ٹیپ ریکارڈر اور وائرلیس وغیرہ کتنی بدقسمتی اور کج فہمی ہے کہ ارتداد کے جواز کے لئے یہ کہا جائے کہ فلاں مسئلہ ہماری سمجھ سے باہر ہے بائیس سال کا کپتان کرسی پر براجمان ہوتا ہے اور پچاس سال کا صوبیدار باادب کھڑا ہوتا ہے عقل کہتی ہے کہ صوبیدار صاحب کرسی پر بیٹھ جائے اور کپتان صاحب باادب کھڑا رہے کیونکہ اسلامی معاشرہ میں چھوٹے بڑے کی یہ تمیز موجود ہے اور اس کو لوگ عین ادب سمجھتے ہیں اب اگر کوئی صوبیدار یہ اعتراض کرے کہ کپتان کا یہ رویہ بے ادبی ہے تو صوبیدار صاحب کو فوج سے نکال دیں گے اس لئے کہ صوبیدار صاحب فوجی قوانین کا انکار کر رہا ہے جو لوگ فوج کے قوانین سے واقف ہیں ان کے نزدیک یہ بے ادبی نہیں اس لئے کہ کپتان صاحب رینک کے لحاظ سے بڑے ہیں چھوٹے عہدے والا بڑے عہدے والے کا خیال رکھے گا یہ بات کسی فوجی کے عقل میں آئے یا نہ آئے لیکن اس پر عمل ضرور کرے گا اور نہ فوجی قوانین پر کسی قسم کا اعتراض کرے گا۔

سزائے قتل

ایک روس زدہ ڈاکٹر صاحب نے سوال کیا کہ مرتد کو قتل کرنا بہت زیادتی ہے میں نے کہا اس کا جرم ایسا ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اس لئے کہ ہر مذہب اور ہر محکمہ میں ہر جرم کی سزا ہے بعض اوقات جرم اتنا سنگین ہوتا ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جاتا ہے گورنمنٹ کے باغی کو کون معاف کرتا ہے یا مثلاً" محکمہ فوج میں کوئی فوجی کسی دوسرے ملک کے لئے جاسوسی شروع کر دے یا فوج سے بغاوت کا اعلان کر دے تو سب لوگ کہیں گے کہ اس کو پھانسی دو موجودہ ابتر حالات کو دیکھ کر اکثر لوگوں کی زبان سے سنتے ہیں کہ ایک زبردست خونی انقلاب چاہیئے خونی انقلاب میں تو لوگوں کا خون ہی بہایا جائے گا ایسی باتیں اس لئے کی جاتی ہیں کہ ان لوگوں کو جرائم سنگین نظر آتے ہیں۔

اسی طرح مرتد اسلام کا باغی ہوتا ہے اسلام کی توہین کرتا ہے اسلام ' سکھ ' ہندو ' یہودی اور عیسائی وغیرہ کو برداشت کرتا ہے لیکن مسلمان اگر اسلام سے پھر جائے تو

اس کو برداشت نہیں کرتا اس لئے کہ دیگر غیر مسلم اسلام کی توہین نہیں کر رہے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے ہے جس کی وجہ اسلام بھی ان کو نہیں چھیڑتا بلکہ ان کو حقوق دیتا ہے فوج صرف فوجی کو فوجی قانون کی خلاف ورزی پر سزا دیتی ہے سول آدمی کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہاں اگر ایک آدمی فوج میں بھرتی ہو جائے اور پھر فوجی قانون کو تسلیم نہ کرے تو سزا کا مستحق ہو گا بھرتی ہونے میں ہر آدمی کی اپنی رضا اور مرضی شامل ہے فوج کسی کو زبردستی بھرتی نہیں کرتی نہ کسی اور محکمہ میں بلکہ لوگ اپنی مرضی سے کسی محکمہ میں ملازمت اختیار کرتے ہیں جب تک آدمی کسی محکمہ سے باہر رہتا ہے اپنی مرضی کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن کسی محکمہ میں شامل ہو جانے کے بعد اس محکمہ کے قواعد و ضوابط کی پابندی ضروری ہو جاتی ہے فوج میں جو فوجی ایک جرم کرے تو اس کو ضرور سزا دی جاتی ہے اگر وہی جرم ایک سول آدمی کرے تو فوج اس کو پوچھتی ہی نہیں کہ تو کون ہے اور کیا جرم کیا ہے اسی طرح جب تک ایک آدمی محکمہ اسلام سے باہر رہتے ہوئے ہزار مذہب تبدیل کرلے اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن ایک بار اپنی مرضی سے کسی نے اسلام قبول کر لیا تو اب اسلام کا پابند ہو گا اسلام کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بناتا آنا اپنی مرضی سے ہے لیکن جانا اور بقایا زندگی اسلام کی مرضی سے ہو گی کیونکہ ہر آدمی سوچ سمجھ کر کسی محکمہ میں ملازمت اختیار کر کے خود کو پابند بنا لیتا ہے لہٰذا محکمہ اسلام میں مرضی کے داخلہ کے بعد اپنی مرضی کو اس نے بہ اختیار خود قربان کیا ہے۔ جس طرح فوج اپنے فوجی بھگوڑے کو برداشت نہیں کرتی اس طرح اسلام بھی کسی بھگوڑے کو برداشت نہیں کرتا۔

ارتداد کا نقصان

ارتداد کے دو بڑے بڑے نقصانات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں توہین اور شکوک و شبہات کی راہ کھولنا۔ ہندو ہندو رہتے ہوئے کوئی جرم کرے یا یہودی اور نصرانی وغیرہ کوئی جرم کریں تو اسلام اور مسلمانوں کو اس کا کوئی نقصان نہیں لیکن ارتداد کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچتا ہے کسی ملک میں کئی سیاسی پارٹیاں

ہوتی ہیں جس کی وجہ سے بعض لیڈر اپنی وفاداریاں تبدیل کرتے رہتے ہیں غیر سیاسی آدمی جب کسی پارٹی میں شامل ہو تو پارٹی والے استقبال کرتے ہیں خوش ہوتے ہیں اگر کوئی لیڈر کسی پارٹی کو چھوڑ کر دوسری پارٹی میں شامل ہو جائے تو چھوڑی ہوئی پارٹی والوں کے منہ لٹک جاتے ہیں اور جس پارٹی میں شمولیت اختیار کرتا ہے وہ زبردست استقبال کرتے ہیں جلسہ منعقد کرتے ہیں خوشی سے اچھلتے اور کودتے ہیں نئے لیڈر کو بڑی پذیرائی ملتی ہے اس لئے کہ اس پارٹی کا پلہ بھاری ہوا اور اس لیڈر کی وجہ سے اس کے چاہنے والے بھی اس پارٹی میں شمولیت اختیار کریں گے دوسرے لیڈر بھی سوچ میں پڑ جائیں گے دیگر پارٹیوں کے متذبذب لیڈر بھی اس اقدام کے لئے تیار ہو جائیں گے کئی لوگ اس سوچ پر مجبور ہو جائیں گے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک پارٹی کو چھوڑ کر دوسری پارٹی میں شامل ہو گیا یا پرانی پارٹی کو چھوڑ کر مایوس اور خفا ہو کر نئی پارٹی میں شامل نہیں ہوئے لیکن پارٹی بہرحال چھوڑ گیا ان سوچنے والوں کی سمجھ میں کوئی بات آگئی تو ہو سکتا یہ لوگ بھی اس پارٹی کو چھوڑ دیں یا پارٹی تو نہیں چھوڑتے لیکن اپنی پارٹی کے بارے میں کسی نہ کسی درجے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے ہو سکتا ہے آج نہ ہو تو کل کو اپنی پارٹی چھوڑ جائیں یا پارٹی بھی نہیں چھوڑتے لیکن بددلی بدظنی اور مایوسی کے ساتھ اپنی پارٹی میں وقت گزارتے رہتے ہیں یہ سب کچھ اس شخص کی وجہ سے ہوا جس نے اول پارٹی کو چھوڑا آہستہ آہستہ ایک غلط روش کی بنیاد پڑ جائے گی یہ مثال صرف سمجھانے کی خاطر دی ہے ہماری اس سے کوئی غرض نہیں کہ پارٹی چھوڑنا گناہ ہے یا نہیں یا کونسی پارٹی حق پر ہے اور کونسی غلط سیاسی ارتداد کی مثال کے بعد اسلام سے مرتد ہونے پر غور کرو اسلام سچی اور حق پارٹی ہے اس کو چھوڑنے سے اس عظیم الشان اسلامی پارٹی کی زبردست توہین ہوتی ہے اگرچہ مرتد کسی اور مذہب کو اختیار نہ کرے اسی طرح اور لوگوں کے لئے شکوک و شبہات کے راستے ہموار ہیں دیگر لوگوں کے ارتداد کے لئے راستے کھلتے ہیں اسلام نے اس خطرناک جرم کے قلع قمع کے لئے حکم دیا کہ من بدل دینہ فاقتلوہ جس نے دین اسلام ترک کر دیا اس کو قتل کر دو اسلام

بقیہ صفحہ 28 پر

اخبار عالم

سوشلزم کے علمبردار حال کے آئینے میں

مولانا حمید اللہ

اسلام آباد (انٹرنیشنل ڈیسک) روس کے بدترین اقتصادی بحران اور سیاسی ڈیڈ لاک کے بعد روس کے علاقائی لیڈروں نے قحط اور عوامی بغاوت کے خطرے کے پیش نظر خود اپنے مسائل آزادانہ طور پر حل کرنے شروع کر دیئے ہیں جس. کا نتیجہ روس کے وفاق میں شکست و ریخت کی صورت میں نکل سکتا ہے روبل کی قیمت کی شدید کمی اور قیمتوں میں بے پناہ اضافہ کی وجہ سے مقامی گورنروں نے بنیادی اشیائے ضرورت کی قیمتوں پر کنٹرول تجارت کے حجم میں کمی اور ماسکو کو ٹیکسوں کی رقم روکنے جیسے اقدامات شروع کر دیئے ہیں چند علاقوں نے اپنے ہاں مالیاتی ایمرجنسی نافذ کر دی ہے جبکہ چند علاقوں نے روس کے ساتھ ایک ڈھیلی ڈھالی کنفیڈریشن کی باتیں کرنا شروع کر دی ہیں مبصرین نے اس خدشے کا اظہار بھی کیا ہے کہ اگر صورتحال اس طرح جاری رہی تو روس میں بحر اوقیانوس سے بالٹک تک 88 منی سٹیٹس وجود میں آجائیں گی جن میں ہر ایک کے پاس اپنے ایٹمی ہتھیار اپنی معیشت اور اپنی فوج ہوگی ۔ روسی مبصر کے مطابق یلسن اور ڈوما کے درمیان ڈیڈ لاک کا نتیجہ روس کی شکست و ریخت کی صورت میں نکل سکتا ہے اور یہ خطرہ بہت زیادہ حقیقی ہے' ایک اور مبصر کے مطابق یلسن اپنے آپ کو تاریخ میں ایک ایسے صدر کے طور پر درج کرانے کا خطرہ مول لے رہے ہیں اپنے ہاتھوں روس کی تباہی کی بنیاد رکھی ۔ علاقائی گورنر اس خوف میں مبتلا ہیں کہ انہیں بھوک اور اقتصادی تباہی سے دوچار عوام کے غیض و غضب کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ سائبیریا کے گورنر الیگزینڈر لبید کا کہنا ہے کہ قیمتوں کا

خود تعین کرکے میں قانون شکنی کا ارتکاب کر رہا ہوں ۔ لیکن میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں میں سائبیریا کو قحط سے بچانے کے لئے کوششیں کر رہا ہوں بیشتر گورنر نے لیبڈ کا راستہ اپنا کر قیمتوں کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس سے آگے بڑھ کر لیبڈ کے بھائی اور کاکیشیا کے گورنر الیکسی نے ماسکو کو ٹیکسوں کی ادائیگی روک کر عملاً" وفاق سے بغاوت کر دی ہے لیکن یلسن کی اپنی رہائشی اکائیوں پر گرفت اس قدر ڈھیلی پڑ چکی ہے کہ وہ سوائے احتجاج کے کچھ نہیں کرسکتے ایک روسی تجزیہ نگار کاکہنا ہے کہ اصل خطرہ یہ ہے کہ روسی جاگیرداری اور زرعی معیشعت کے دور میں واپس جا رہا ہے جہاں وفاق کمزور اور ریاستی اکائیاں مضبوط ہوجاتی ہیں مغرب کے لئے پریشان کن بات یہ ہے کہ اس صورت میں اسے 88 ایٹمی قوتوں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

خودکشی کی شرح میں اضافہ

اسلام آباد (انٹرنیشنل ڈیسک) روس کے عوام انتہائی صبر اور ضبط کے ساتھ اقتصادی تباہ حالی کا مقابلہ کر رہے تھے لیکن اب ان کا صبر ٹوٹنا شروع ہوگیا ہے روس سے پہلی بار اقتصادی مشکلات اور بھوک سے مجبور ہوکر خودکشی کرنے کے واقعات منظر عام پر آنا شروع ہوگئے ہیں جس سے بحران کی شدت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے ۔ اس حوالے سے آنے والی اطلاعات کے مطابق روس میں جہاں خودکشی کی شرح دنیا کے دیگر ملکوں کے مقابلے میں بہت کم تھی میں اچانک اضافہ ہونا شروع ہوگیا ۔ انٹر فیکس نیوز ایجنسی نے اس حوالے سے اپنی رپورٹ میں کازان کی ایک کمپیوٹر کمپنی کے ایک 55 سالہ کارکن کا حوالہ دیا ہے جس نے گذشتہ دنوں اپنی کل تنخواہ کا نہایت قلیل حصہ ملنے پر مایوس ہوکر خود کو پھانسی دے دی اسی طرح ایک 45 سالہ نوجوان نے اپنی منگیتر کو لباس خرید کر دینے میں ناکامی سے دلبرداشتہ ہوکر خود کو ایک کار میں بند کرکے گیس کھول دی روس میں سب سے زیادہ تباہ حالی کا شکار طبقہ پنشنروں کا ہے یہ عمر رسیدہ لوگ جن کا تمام تر انحصار انتہائی قلیل پنشن پر ہے کئی کئی ماہ تک پنشن نہ ملنے کے سبب عورت کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ گذشتہ دنوں ایک 87

سالہ خاتون پنشنر اپنے بقایا جات کے انتظار کی تاب نہ لاتے ہوئے پھندے سے جھول گئی اس نے مرنے سے پہلے اپنے قرض خواہوں کے نام رقعہ لکھا جس میں اس نے کہا کہ میں اپنے قرض خواہوں سے شرمندہ ہوں مجھے قرض ادا نہ کرنے پر معاف کر دیا جائے ۔

افواج کی حالت

روسی فوج کے حالات بھی انتہائی دگرگوں ہیں ۔ ایک رپورٹ آئی تھی جس مین کہا گیا تھا کہ روسی فوج بھوک مٹانے کے لئے ڈبوں میں بند کتوں کی خوراک کھانے پر مجبور ہوچکی ہے ۔ اس اقتصادی بحران کے بعد روسی فوج میں بغاوت کے آثار پیدا ہونا شروع ہوگئے اور روسی فوج معاشی تنگ دستی اور مستقبل کے غیر یقینی ہونے کے خوف کے ماتحت دماغی امراض میں مبتلا رہے ہیں ۔ روس میں اقتصادی بحران اور تنخواہوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے روس کی مسلح افواج میں داخلی طور پر قتل و غارت اب معمول بنتا جا رہا ہے اور اس طرح کے واقعات تسلسل سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں ۔

ایٹمی کارکنوں کی حالت

اقتصادی بحران کے بعد روس کے ایٹمی ری ایکٹروں پر کام کرنے والے کارکنوں کے حکومت کے ذمے واجبات کی مالیت تین ارب روبل ہوچکی ہے چونکہ گذشتہ کئی ماہ ان کی تنخواہیں اور بقایا جات نہیں ملے جس کی وجہ سے ان میں بے چینی نقطہ عروج تک پہنچ چکی ہے جس کے بعد کارکنوں نے احتجاجی مظاہرے کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے ۔ اے ایف پی کی رپورٹ کے مطابق ایٹمی توانائی سے وابستہ کارکنوں کی یونین کی ترجمان کا کہنا ہے کہ اس حساس شعبے سے وابستہ کارکن گذشتہ دس ماہ سے تنخواہوں سے محروم ہیں گذشتہ منگل کے روز کارکنوں نے ایک گھنٹے کی ہڑتال کی ۔ ترجمان نے خبردار کیا کہ ایسی صورتحال کی وجہ سے چرنوبل جیسا کوئی دوسرا حادثہ رونما ہوسکتا ۔ ایٹمی توانائی سے وابستہ کارکنوں کی حکومت کے ذمے واجبات کی مالیت تین ارب روبل ہوچکی ہے جس کی موجودہ حالات میں ادائیگی کا کوئی امکان نہیں ۔ روس

کی ایٹمی انرجی کی وزارت نے اعتراف کیا ہے کہ صورتحال ابتر ہے تاہم اتنی نہیں جتنی دوسرے شعبوں میں ہے - وزارت نے کارکنوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا ہے کہ اقتصادی مشکلات کے باوجود کارکنوں کی تنخواہیں دینے کا انتظام کیا جا رہا ہے تاہم کارکنوں کی یونین اسے طفل تسلی قرار دیتے ہوئے تسلیم کرنے سے انکاری ہے - اس کا کہنا ہے کہ اس شعبے سے وابستہ افراد فاقوں سے دوچار ہو رہے ہیں - خطرہ ہے کہ اس بے چینی کی وجہ سے روس میں کوئی بڑا ایٹمی حادثہ رونما نہ ہوجائے - ترجمان نے کہا کہ اس سلسلے میں روزانہ احتجاجی مظاہرے منعقد کئے جائیں گے -

کوسووو میں سرب درندے اب تک 885 مسلمانوں کا خون بہا چکے ہیں

اس سال کے اوائل میں جب سرب وحشی فوج اپنے یوگو سلاوی کمیونسٹ آقاؤں کی شہ پر کوسووو داخل ہوئے تو مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے جن کا اظہار اب خود غیر مسلم ذرائع ابلاغ بھی کرنے لگے ہیں چنانچہ ایک غیر مسلم ادارے کے جائزہ کے مطابق فروری سے اب تک سرب فوجیں تقریباً" 885 البانوی نژاد مسلمانوں کو شہید کرچکی ہیں ان میں 131 خواتین اور 95 بچے بھی شامل ہیں جبکہ ہزاروں گھروں اور بیسیوں دیہات کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا - لاکھوں مسلمان گھر بار چھوڑ کر ہجرت پر مجبور کر دیئے گئے ایک اور اطلاع کے مطابق کوسوو میں جنگ سے بے گھر ہونے والے دو لاکھ سے زائد افراد پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لئے ہوئے ہیں جو کل آبادی کا دسواں حصہ ہے - جہاں شدید غذائی قلت کا شکار ہیں اور ہزاروں مرد عورتوں اور بچوں کی بھوک سے ہلاکت کا خطرہ ہے - ذرائع کے مطابق اگر انہیں موسم سرما سے قبل محفوظ مقامات پر منتقل نہ کیاگیا تو ان کے زندہ رہنے کے امکانات بھی ختم ہوجائیں گے -

سپین میں اسلام کا احیاء

میڈرڈ (ایم ایل آئی) سپین میں اسلامی اقتدار کے خاتمے کے زائد از 500 سال بعد ایک مرتبہ پھر سپین میں مذہب اسلام فروغ حاصل ہو رہا ہے - ماضی میں اندلس کے نام سے معروف ملک سپین میں مسلمانوں کی تعداد دوگنی ہوگئی ہے اور گذشتہ آٹھ

سالوں میں 100 سے زائد مساجد کا اضافہ ہوا ہے اور صرف 1997 میں تقریباً" 25 نئی اسلامی تنظیموں نے اپنے نام رجسٹر کرائے ہیں - روزنامہ "المندر" نے یہ اعداد و شمار پیش کئے ہیں سپین میں سرکاری طور پر مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ ظاہر کی جاتی ہے تاہم اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہاں پانچ لاکھ مسلمان آباد ہیں 1442ء میں اسلامی حکومت کے خاتم اور عیسائی اقتدار کی واپسی کے بعد گرینیڈا کا شہر اندلستان اب ایک مرتبہ پھر اسلامی مرکز بنتا جا رہا ہے شہر میں مسلمانوں کی تجارت فروغ پا رہی ہے سڑکوں پر باریش مسلمان دکھائی دیتے ہیں اور خواتین برقع زیب تن کئے نظر آتی ہیں کہا جاتا ہے کہ تقریباً" پانچ ہزار سپین باشندوں نے اسلام قبول کرلیا ہے - اسلام پر ماہر فیڈرو لوٹیسو کا خیال ہے کہ اسلام ایک جامع مذہب ہے جس پر عام آدمی بھی عمل کرسکتا ہے سپین میں مسلمانوں کو اپنے ذاتی قبرستان اور مدارس قائم کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہے تاہم مسائل حل ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ حقوق دیئے جا رہے ہیں مسٹر ماریٹون کا خیال ہے کہ آئندہ چند برسوں میں سپین یورپ میں سب سے زیادہ مسلمان شہریوں کا حامل ملک بن جائے گا-

بقیہ صفحہ ۲۳ کا

نے ارتداد کے لئے سخت سزا مقرر کر کے اس جرم کے خاتمہ کے لئے عظیم الشان بند باندھ دیا تاکہ کسی کو اس جرم کے ارتکاب کی ہمت نہ ہو-

Scanned with CamScanner

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ جان

یوم سرپرستان

9 اگست کو یوم سرپرستان کی تقریب ہوئی جس میں طلبہ کے سرپرستوں کے علاوہ شہر بھر کے جید علماء کرام اور جامعہ کے مخلصین و معاونین نے شرکت کی تقریب کا آغاز حضرت مولانا سعید الرحمان صاحب اوگی کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے ہوا تلاوت کے بعد طلبہ کے درمیان تقریری مقابلہ شروع ہوا مختلف درجات کے طلبہ نے موقع و محل اور مجلس کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں میں بہترین تقریریں کیں۔

عربی میں نظم اور ترانہ دارالعلوم دیوبند تین تین طلبہ نے سنایا۔ ترانہ میں دارالعلوم دیوبند اور اکابر دارالعلوم کی سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے تقریری مقابلہ کے بعد جامعہ کے مخلص خادم حاجی غیاث الانام صاحب نے جامعہ کے بارے میں اپنا منظوم کلام ایسے انداز سے پیش کیاجس سے حاضرین کے دینی جذبہ کی آبیاری ہوئی۔

مولانا اکرام اللہ جان صاحب قاسمی فاضل دیوبند لیکچرار کامرس کالج مردان ، ڈاکٹر قبلہ ایاز چیئرمین ، شیخ زید اسلامک سنٹر و چیئرمین شعبہ سیرت جناب ضمیر اختر صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر پی اے ایف پشاور پر مشتمل منصفین کی ٹیم نے تقریری مقابلے میں درجہ خامسہ کے طالب علم عطاء الرحمان کو اردو تقاریر کے مقابلہ میں اول درجہ رابعہ کے طالب علم معراج الدین کو عربی تقاریر میں دوم اور درجہ ثالثہ کے طالب علم مصباح الرحمان کو انگریزی تقاریر میں سوم قرار دیا۔

بعد ازاں پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز نے طلبہ کی تقریری مقابلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک تقریر بھی ایسی نہیں تھی جو کسی حوالے سے دوسری تقریر کے مقابلہ میں کم ہو یا معیاری اعتبار سے کم ہو تمام تقریریں اچھی اور معیاری تھیں اس حوالے سے میں

سمجھتا ہوں کہ جامعہ عثمانیہ جو خدمت سرانجام دے رہا ہے یقیناً" بہت بڑی خدمت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے علماء اور مدارس کی تاریخ پر نظر رکھتے ہوئے کہا کہ آپ کے معاشرے کے اندر مدارس اور علماء کا جو تاریخی تسلسل رہا ہے اس تسلسل کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ جن معاشروں میں علماء کا کردار نہیں جن میں مدارس کا کردار نہیں وہ معاشرے اگرچہ برائے نام اسلامی معاشرے ہیں لیکن یہ اسلامی معاشرے قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

انہوں نے کہا کہ اسلامی تاریخ میں سب سے بڑا زوال جو مسلمانوں پر آیا یہ وہ زوال تھا جب مسلمانوں کی بہت بڑی حکومت "عباسی حکومت" کو مغلوں نے ختم کیا اور مسلمانوں کے خلیفہ کو جس کی مملکت کی حدود آج کل کے ایران ' افغانستان برصغیر اور مصر تک پھیلی ہوئی تھیں اس خلیفہ کو دربار سے اٹھا کر گدھے کی کھال میں سی کر فٹ بال کی طرح بغداد کی سڑکوں پر اس کو لاتیں مار مار کر قتل کیا تاکہ خون نہ بہے لیکن انہی منگولی فوجوں کو اسلام پر آمادہ کرنے والے صرف علماء ہی تھے جنہوں نے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے منگولی فوجوں کے اندر جا کر ان پر اسلام پیش کیا اور وہی منگولی جو مسلمانوں کے خلیفہ کے قاتل تھے وہ مسلمانوں کے محافظ بن کر اسلام کی اشاعت کے ذمہ دار بنے۔

ڈاکٹر صاحب نے علماء حق کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر کے مسلمانوں پر ماضی قریب ماضی میں سب سے بڑی تکلیف کا دور وہ آیا گورے استعماری ' فرانسیسی اطالوی انگریز جرمن یہ سب مسلمانوں کے اوپر ٹوٹ پڑے اور استعمار کا ایک دور شروع ہوا اس وقت بھی اگر مسلمانوں کو کسی نے آزادی دلائی ہے مسلمانوں کو کسی نے حمیت کا درس دیا ہے وہ صرف اور صرف علماء حق تھے جن کی داستانیں آج بھی آپ کو کالا پانی میں ملے گی اور ان کی داستانیں آپ کو مالٹا کی جیلوں میں ملیں گی یہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی ان قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم آزاد زندگی گذار رہے ہیں لیکن پھر بھی ہم جب پچاس سالہ آزادی کے

باقی

جشن مناتے ہیں تو لوگ ان کا ذکر بھول جاتے ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب نے ایک بار پھر خوشی کا اظہار کیا کہ تعلیمی پختگی کے اعتبار سے اور تقریروں کے حوالے سے بیانوں کے حوالے سے ایک اچھی تربیت یہاں ہو رہی ہے جو کہ قابل فخر ہے لیکن انہوں نے ایک تجویز پیش کی کہ اس کے ساتھ ساتھ اگر انشاء کی طرف بھی توجہ دی جائے تو صحافت اور انشاء کے مضمون کے اعتبار سے طلبہ میں مزید استعداد پیدا ہو جائے گی۔

انہوں نے آخر میں یونیورسٹی کی طرف سے شعبہ سیرت النبی کی طرف سے اور شیخ زید اسلامک سنٹر کی طرف سے جامعہ کے مہتمم حضرت مفتی غلام الرحمان صاحب کو یقین دلایا کہ انشاء اور صحافت کے سلسلے میں جو بھی خدمت ہو ہم بغیر کسی معاوضہ کے ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد ناظم تعلیمات مولانا حسین احمد صاحب نے حاضرین کو جامعہ کے تعلیمی و تربیتی نظام اور طلبہ میں رسوخ فی العلم اور انہیں اعلیٰ اخلاق اقدار سے مزین کرنے کے لئے ہونے والی شب و روز محنت اور سعی سے آگاہ کیا۔

مولانا حسین احمد صاحب نے جامعہ کے تعلیمی داخلہ کے بارے میں کہا کہ داخلہ کی تاریخ اساتذہ کی میٹنگ اور مشورے کے ساتھ پہلے سے طے کی جاتی ہے کہ اس میں ایک دن قدیم طلبہ اور تین دن جدید طلبہ کا داخلہ ہوتا ہے داخلہ کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ پرچے دیئے جاتے ہیں اس کے بعد امتحان میں پاس طلبہ کا انٹرویو لیا جاتا ہے داخلہ کا معیار فقط قابلیت سے نہیں بلکہ اس میں طلبہ کی ذہنیت اور بعض رجحانات پر بھی نظر ہوتی ہے کہ اس کا جذبہ کیا ہے اگر صرف یہ جذبہ ہو کہ اس سے ذریعہ معاش تلاش کرے تو داخلہ میں ایسے طلبہ کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

طلبہ کی پڑھائی اور تکرار کے بارے میں مولانا صاحب نے نظام بتایا کہ صبح سے دوپہر تک پڑھائی ہوتی ہے پھر ظہر کے وقت سے عصر تک پڑھے ہوئے اسباق کا تکرار باقاعدہ نگرانی کے ساتھ ہوتا ہے تکرار کے لئے جماعتیں بنائی جاتی ہیں اس میں ایک امیر ہوتا ہے مغرب سے عشاء تک چھوٹے درجے والے کاپیوں میں دن کا سبق لکھتے

ہیں اور بڑے درجے والے کل کے لئے مطالعہ کرتے ہیں۔
جامعہ کے امتحان کے بارے میں موصوف نے کہا کہ ہر مہینہ تعلیمی جائزہ ہوتا ہے جس میں تقریری اور تحریری امتحان لیا جاتا ہے تقریری امتحان جامعہ کے مہتمم حضرت مفتی صاحب خود لیتے ہیں اور تحریری امتحان میں تمام طلبہ کا ظہر سے عصر تک پرچہ ہوتا ہے اس کا باقاعدہ نتیجہ نکلتا ہے اس طرح صفر تک تین جائزے ہوجاتے ہیں بعد ازاں چھارنیم ماہی امتحان ہوتا ہے اس کے بعد تین جائزے ہوتے ہیں پھر سالانہ امتحان لیا جاتا ہے جس کا نتیجہ تمام جائزوں اور چھارنیم ماہی امتحان پر موقوف ہوتا ہے۔
طلبہ کی تربیت و اخلاق کے بارے میں مولانا صاحب نے کہا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دیا جاتا ہے جو نہایت ضروری ہے حضرت مفتی صاحب ہفتہ میں ایک دن مغرب سے عشاء تک وقت لیتے ہیں جس میں مفتی صاحب کی توجہ زیادہ تر تربیت اسلامی ہی پر ہوتی ہے طلبہ پر اس کے اچھے اثرات ہوتے ہیں اساتذہ کرام بھی اپنی اپنی درسگاہوں میں سبق کے ساتھ ساتھ تربیت پر توجہ دیتے ہیں
تعطیلات کے بارے میں حضرت ناظم صاحب نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ شعبان سے لے کر شوال کے اوائل تک چھٹی عام مدارس کے معمول کے مطابق ہوا کرتی ہے تعلیمی ایام میں پندرہ دن بعد ہر ہر طالب علم کو چھٹی ملتی ہے کہ جمعرات کی پڑھائی کے بعد گھر جاتا ہے اور جمعہ کے عصر کے وقت حاضری ضروری ہوتی ہے اس لئے جامعہ کی طرف سے کارڈ سسٹم جاری کیا گیا ہے جس میں مدرسے سے روانہ ہونے کا وقت درج کیا جاتا ہے اس کارڈ میں سرپرست کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ طالب علم کے پہنچنے کا وقت لکھیں اور مدرسہ سے روانگی کا وقت چیک کر لیں اس کارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم درمیان میں کہیں رکا نہیں ہے یا وقت پر نہیں پہنچا ہے۔
تبلیغی جماعت میں نکلنے کے لئے ترتیب یہ بتائی کہ بڑے طلبہ جمعرات کے دن چوبیس گھنٹے کے لئے تبلیغی جماعت میں تشکیل کر کے جاتے ہیں اور بعض طلبہ شب جمعہ

کے لئے مرکز جاتے ہیں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے مختلف بزم بنائی ہیں جس میں طلبہ ہفتہ کی رات تقریریں کرتے ہیں ان بزموں میں طلبہ کی شرکت ضروری ہوتی ہے۔

بعد ازاں جامعہ کے بانی و مہتمم حضرت مفتی غلام الرحمان صاحب نے اپنے خطاب میں سب مہمانوں اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے باوجود اتنی سخت گرمی اور انتہائی مصروفیات کے اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری دعوت قبول فرمائی اور یہاں تشریف لائے۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اپنے اساتذہ کرام کی شفقت اور دعائیں ہیں جو ہمارے لئے ایک بڑے حوصلے کا باعث اور ذریعہ ہیں حضرت مفتی صاحب نے طلبہ کے سرپرستوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا کہ اپنے بچوں کی خبر لینے پر اپنی ذمہ داری کا یہ عظیم فریضہ ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو آپ کے اس جذبے کے مطابق وقت کے بہترین خدام دین بنائے۔

حضرت مفتی صاحب نے شوریٰ کے ارکان اور معاونین حضرات کا کثیر تعداد میں اس بابرکت محفل اور مجلس میں شرکت پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ان حضرات کی محنتوں اور کوششوں سے اس باغ کی جو آبیاری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول و مقبول فرمائے

حضرت مفتی صاحب نے ڈاکٹر قبلہ آیاز صاحب کی پیش کردہ تجویز انشاء و صحافت کی اہمیت کی طرف اتفاق ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ تین میدان ہیں بنیادی کردار ہمارے فضلاء اور علماء جو علمی میدان میں محنت اور خدمت کر رہے ہیں یقیناً" یہ علمی حلقوں میں ایک نمایاں خدمت ہے ہمارے اساتذہ کرام اور ہمارے ساتھی طلبہ کی صلاحیتوں پر حتی الامکان کوشش کرتے ہیں اگرچہ ہم کمزور ہیں لیکن پھر بھی اساتذہ کرام اپنی محنت کے مطابق کوشش کرتے ہیں الحمد للہ اس کے اچھے نتائج سامنے آتے ہیں۔ایک تقریری میدان ہے یہ عالم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ دین کی بات مخلوق کو

Scanned with CamScanner

پہنچائے اس کے لئے تقریر کی ضرورت ہے اور تقریری میدان میں آپ لوگوں نے یہ محنت دیکھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طلبہ کی تقریریں آپ کے سامنے آئیں۔

تیسرا اہم میدان موجودہ وقت میں بڑی اہمیت رکھتا ہے وہ تحریری میدان ہے کہ بے دین معاشرے کا جواب تحریر اور قلم کے ساتھ دینا علماء کی ذمہ داری ہے اس میدان میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ پچھلے دو سال سے مضمون نویسی پر محنت شروع کی تھی ابتدائی کام کی وجہ سے متاثر رہی تاہم ڈاکٹر صاحب کی تجویز کے ساتھ میرا اتفاق ہے کہ اگلے سال انشاء اللہ تعلیمی اور تقریری مقابلوں کے ساتھ تحریری مقابلہ بھی ہو گا تاکہ طلبہ کی صلاحیتوں کی آبیاری اس میدان میں بھی ہو حضرت مفتی صاحب نے حاضرین کو جامعہ کی تعلیمی نظام کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ نہ ہم میں کوئی کمال ہے اور نہ ہی ہمارے لئے فخر کی بات ہے بلکہ ہماری ذمہ داری کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی مانگتے ہیں کہ یہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور اعمال کی ترقی کا ذریعہ بنائے اعمال کی تباہی کا ذریعہ نہ بنائے

مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ جو رونق آپ حضرات دیکھ رہے ہیں یہ صرف ہمارے مشائخ اور ہمارے اساتذہ کرام شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد فرید صاحب مد ظلہ العالی شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ صاحب شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب اور مولانا فضل الٰہی صاحب جو ہمارے اکابرین ہیں ان اساتذہ کرام کی محنت اور ان کی شفقت کا ثمرہ ہے۔

اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ جو ہم سب کے عظیم استاد اور روحانی پیشوا تھے یہ ان کی دعاؤں کی برکتیں ہیں حضرت شیخ تمام فضلاء اور دارالعلوم حقانیہ کے لئے ایک جامع دعا فرماتے ان دعاؤں کی برکت سے الحمد للہ آج یہ کام ہو رہا ہے اور آپ حضرات کے لئے خوشخبری ہے کہ چراٹ روڈ پر ساٹھ کنال پر مشتمل تقریباً ایک ارب روپے کے خرچے کے ساتھ ایک عظیم یونیورسٹی کا نقشہ تجویز کیا گیا ہے رب کائنات ہم کو ان بڑوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنائے بدنامی کا ذریعہ نہ بنائے۔

۱۸ء

حضرت مفتی صاحب نے سرپرستوں کو ان کے بچوں پر جامعہ میں کئے جانے والے اخراجات سے آگاہ کیا کہ مدرسہ کا ماہانہ خرچہ بغیر تعمیرات کے تقریباً" ایک لاکھ روپے ہے ایک طالب علم پر سات سو روپے ماہانہ ہمارا خرچہ ہوتا ہے تو تمام سرپرستوں کے آنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایک تو بچوں کی تربیت میں شرکت کا احساس دلانا ہے دوسرا یہ کہ اپنے پیسے اپنے بچوں پر لگا کر جامعہ کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ میرا نظریہ یہ ہے کہ نہ وزیروں نہ کسی حکومت کو سپاسنامے پیش کروں گا بلکہ اپنا سپاسنامہ اپنے بزرگوں اپنے بڑوں اور اللہ تعالیٰ کو پیش کرتا ہوں ہمارے رب کے پاس لاتعداد خزانے ہیں اللہ تعالیٰ نے دین کی تمام ضروریات کی ذمہ داری لی ہے لیکن آپ لوگ ہمارے ساتھ اس میں شریک ہوں گے کہ آپ کے بچے پر سالانہ تقریباً" ساڑھے آٹھ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں سوچ کر جامعہ کے ساتھ تعاون کرے ضروری نہیں کہ جامعہ عثمانیہ کے ساتھ تعاون کرے اگر آپ کا بچہ دارالعلوم حقانیہ میں ہو یا تعلیم القرآن میں ہو یا کہیں اور مدرسہ میں ہو تو اس کے ساتھ تعاون کرے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا غریب ہے تو اپنے دوست و احباب کو مدرسہ کے ساتھ وابستہ کراؤ اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو رات کے وقت اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ اٹھا کر مانگو کہ یا اللہ اس مدرسہ کی ضروریات اپنے خزانے سے پوری کرے

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے حاضرین کو اس بات کی ترغیب دی کہ مدرسہ کے لئے ذہین اور قابل بچے کا انتخاب کیا کریں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے پڑھائی میں فرق ہے یا مدارس میں فرق ہے کہ کوئی شاہ ولی اللہ پیدا نہیں ہوتا آج شیخ الہند اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا نہیں ہوتا امام رازی پیدا نہیں ہوتا حالانکہ یہی قرآن ہے یہی احادیث ہیں کیا وجہ ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تم ذرا سوچو کہ اس وقت میں جو پودے لگائے جاتے تھے اس کی تخم کیا تھی یعنی کون سے بچے دین کے لئے وقف کئے جاتے تھے

Scanned with CamScanner

بادشاہ وقت اپنے قابل اور ذہین بچے کو استاد کے سامنے بٹھاتے تو یقیناً" اللہ تعالیٰ اس سے بڑے سے بڑا عالم بناتے۔

آخر میں ایک بار پھر حضرت مفتی صاحب نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی تقریر ختم کی

اس کے بعد شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب نے مختصر خطاب میں حضرت مفتی صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے یوم سرپرستان کی تقریب میں مجھے بھی شرکت کی دعوت دی۔

شیخ الحدیث صاحب نے طلبہ کی تقاریر اور جامعہ کی اچھی کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف زبانوں میں تقریر کرنے والے طلبہ تمام کے تمام اچھی پوزیشن پر رہے اور ان کے مابین فیصلہ کرنا یقیناً" مشکل تھا اس سے خود بخود پتہ چلا کہ حضرت مفتی صاحب اور ان کے ہمراہ علماء کرام کی جو ٹیم ہے وہ طلبہ پر انتہائی محنت اور ان میں نمایاں صلاحیتیں پیدا کرنے کی خدمت کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں طلبہ کی قابلیت اور ان کے مابین اچھی تقاریر کے مقابلہ کا جو مظاہرہ ہوا ہے مجھے اس پر بے حد خوشی ہوئی میں مفتی صاحب اور ان کے ہمراہ مخلصین اساتذہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

موصوف نے اقرا باسم ربک الذی خلق کی آیتیں پڑھ کر تعلیم و علم کی فضیلت اور اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر اول وحی متلو جو نازل ہوئی وہ تعلیم و تعلم کا حکم ہے جس سے انگریزی تعلیم مراد نہیں ہے اس لئے کہ وہ علم نہیں بلکہ انگریزی تعلیم تو محض کسب معاش کا ایک ذریعہ ہے اس آیت سے تعلیم نبوی اور اشاعت دین مراد ہے اشاعت دین کا طریقہ یہ ہے کہ طالب علم اول علوم قرآنیہ اور علوم حدیثہ سیکھے گا پھر جا کر اس کی اشاعت کرے گا۔

یہ مدارس تعلیم و تعلم کے اصلی ادارے ہیں ان کو حقیر نہ سمجھیں ان اداروں سے اگر آپ کا ایک بچہ فارغ ہو جائے تو دشمنان اسلام اور کفر کے لئے ایٹم بم سے بھی بڑھ کر بڑا بم ہے آج امریکہ ایٹم بم سے اتنا نہیں گھبراتا جتنا کہ طلبہ اور مدارس سے

گھبراتا ہے دو تین دنوں کی بات ہے کہ دو ممالک کینیا اور تنزانیہ میں امریکہ کے سفارتخانے کے قریب بم کے دھماکے ہوئے ہیں امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک اس تخریب کاری میں ملوث مدارس کو سمجھتے ہیں حالانکہ تخریب کاری اور دہشت گردی میں امریکہ سب سے اول ہے تو اس مادہ پرستی کے دور میں ہم اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کر دیں اور جہاں پر دین اور اشاعت دین علومیہ کے مراکز ہوں ہم اس کی سرپرستی سے دریغ نہ کریں اور ان کے ساتھ تعاون کریں۔

شیخ الحدیث صاحب نے علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ سنایا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ خود ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ میں پندرہ سال کا تھا کہ اپنے والد کے ساتھ حج کے موقع پر گیا غالباً" منی کے مقام پر ایک مجلس میں ایک معمر آدمی اردگرد لوگوں کے جم غفیر کو دیکھا تو میں نے والد صاحب سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی ہے جس کا نام عبداللہ بن جزم ہے وہ احادیث نبوی بیان کرتے ہیں امام صاحب اس وقت چھوٹے تھے کہتے ہیں کہ میرا بھی شوق تھا کہ نبیؐ کی حدیث ایک صحابی سے بغیر واسطے کے سنوں جا کر مجلس میں بیٹھ کر ان سے استفادہ کیا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اول حدیث تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی تفقہ حاصل کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تو اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ فکر معاش سے بے فکر کرے گا۔

موصوف نے فرمایا کہ ہمارے والد صاحب شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب علم صبح سویرے اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اچھا رزق بغیر کسی مشقت کے دیتا ہے بشرطیکہ اخلاص ہو منصب اور عزت مل جانے کا مقصد نہ ہو آپ اور ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اپنے بچوں کو دین کے سیکھنے کے لئے وقف کئے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی محنت کو قبول فرمائیں اور جامعہ عثمانیہ کی ترقی میں اللہ تعالیٰ مزید اضافہ کرے۔

بعد ازاں جامعہ کے امتحان چہارنیم ماہی میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے اور

٢١

آپ کے مشورہ کی ضرورت

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ تقریباً" ساٹھ کنال زمین پر عصری تقاضوں کے مطابق شاہکار ماڈل کے طرز پر اسلامی ثقافت کی حامل عمارت کے نقشہ پر کام شروع ہے ۔ مجلس تعمیرات کے ارکان کی تیرہ میٹنگیں اس کے بارے میں ہو چکی ہیں ۔ کسی دینی ادارہ کی عمارت میں بہترین مشورہ مالی امداد سے کم نہیں اگر آپ کے ذہن میں کوئی بہتر تجویز ہو ۔ تو اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے اپنی رائے سے ہمیں مستفید فرمائیں ۔

واضح رہے کہ ڈھائی ہزار طلباء کی متوقعہ گنجائش کو مدنظر رکھتے ہوئے نقشہ تیار کیا جا رہا ہے ۔ جسمیں درس نظامی ۔ شعبہ حفظ و تجوید ۔ شعبہ تخصصات ۔ کمپیوٹر سائنس ۔ ماڈرن لینگوئج ۔ بنات الاسلام کے لئے معیاری درسگاہ اور عثمانیہ ھائی سکول کے منصوبے زیر غور ہیں

۲۲۲

Scanned with CamScanner

مولانا سید محمد ایوب جان بنوری مرحوم

انسانی شخصیت کا وہ پہلو انتہائی رفیع الشان اور عظمت و تابندگی سے مالا مال ہوتا ہے جو دنیاے علم سے متعلق ہو لیکن یہ محض زندگی کا ایک پہلو ہی نہیں ہوتا بلکہ زندگی کے جملہ احوال و واقعات پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس طرح انسان کی پوری شخصیت نور علم کی روشنی میں اس طرح آ جاتی ہے کہ زندگی کا ہر قدم اور سوچ کا ہر دائرہ باطنی اور روحانی کی زندہ تفسیر بن جاتا ہے اگر چہ علم مطلقاً" ایک روشنی ہے لیکن علم کا پھر وہ حصہ جو دینی سر چشمے سے متعلق ہو وہ من حیث الکل روحانی اور باطنی زندگی کے ارتقاء کا پیش خیمہ ہوتا ہے احیاء مذہب کے جوش و خروش اور ولولہ ہائے ایمان و یقین کے ضمن میں بہت سی ایسی داستانیں ہیں جن کی وابستگی ایسی شخصیتوں کے ناموں سے ہے جن پر آج کی نسل فخرو مسرت کا اظہار بڑے طنطنے سے کر سکتی ہے دراصل مادر ارضی کی چھاتیوں سے دودھ حاصل کر کے زندگی کے آثار اپنے وجود میں پیدا کرنے کے بعد ہوش و خرد کی سعادت مندانہ فکر کا بنیادی محور یہ رہا ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنے کردار اعمال کے لئے کسی ایسے نصب العین کا تعین کرے جو اعلیٰ ترین ہونے کا اعزاز رکھتا ہو اس حقیقت سے غفلت نہیں برتنی ہو گی کہ نصب العین حیات جتنا بلند ہو گا زندگی کے رکھ رکھاؤ میں اسی قدر شستگی ' بلندی اور روحانی قوت کی ضرورت ہو گی اسی نظریئے کے ماتحت صوبہ سرحد کی بہت سی شخصیتوں نے اپنے عصری احوال کو ملحوظ نظر رکھ کر مذہبی تہذیب کے ارتقا کے لئے اور دینی شعور کی تابندگی کی خاطر اپنے علم و عمل کے درمیان مطابقت و ہم آہنگی کی

کیفیت پیدا کر کے ایسے اثر انگیز اور فیضان رساں نقوش چھوڑے ہیں ان شخصیتوں میں پشاور کے بنوری خاندان کی صاحب علم و فکر اور دینی اقدار کی حامل شخصیتیں زیادہ قابل ذکر ہیں جنہوں نے اسلامی علوم و افکار کی ہزاروں شمعیں جلا کر تاریکیوں میں دینی روشنی کو عام کرنے میں قابل ذکر کردار ادا کیا۔

مولانا سید محمد ایوب جان بنوری مرحوم کی دینی خدمات محتاج بیان نہیں آج کی یہ سطریں بنوری مرحوم سے متعلق ایسے وقت میں لکھی جا رہی ہیں جبکہ علم و فکر اور دینی بصیرت کا یہ چراغ ہزاروں دلوں کو روشنی دے کر زندگی کی ظاہری نظریں رکھنے والوں کے سامنے سے بجھ گیا اور وہ بقضائے الٰہی تہ زمین ابدی نیند سو گیا

مولانا سید محمد ایوب جان بنوری جو فکر و عمل کا حسین امتزاج تھا صوبہ سرحد کے دارالخلافہ پشاور کے قدیم دارالعلوم جامعہ سرحد کے مہتمم تھے انہوں نے ساری عمر دینی علوم کے حصول اور پھر انتقال علوم دینیہ میں گزاری متانت و سنجیدگی اور روحانی رعب و دبدبہ ان کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ مجھے یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ خلوت میں ان کے ساتھ کئی نشستیں رہی ہیں اور جب میں نے تحریک آزادی کے حوالے سے مشرق کیلئے اہم شخصیتوں کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا تو ان شخصیتوں میں جمیعت العلماء اسلام کے رہنما کی حیثیت سے ان سے کئی نشستوں پر مشتمل انٹرویو کیا جو انہوں نے اپنی رہائش گاہ بنوری سٹریٹ میں اپنے تاثرات قلم بند کروائے اس لحاظ سے بھی ذیل کی چند سطریں اس لئے اہم ہیں کہ ان سطروں میں حقائق کی صورت حال ایسی ہے جو خود انہوں نے اپنے خاندانی پس منظر اور دینی علوم کے حصول کے سلسلے میں بیان کی ہے علاوہ ازیں راقم الحروف کو یہ اعزاز بھی حاصل

ہے کہ جب میں نے دیوان متنبّی کا ترجمہ اور شرح پر مشتمل کتاب لکھی تو مولانا سید ایوب جان بنوری نے بعد از مطالعہ کمال مہربانی و شفقت اس کے لئے تقریظ لکھی۔

مولانا سید محمد ایوب جان بنوری اپنے اسی ہی گھر واقع بنوری سٹریٹ میں اکیس رمضان المبارک بروز چہارشنبہ بمطابق 1912ء میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام سید فضل خالق بنوری ہے سید فضل خالق بنوریؒ کل چار بھائی تھے اس میں ایک مولانا سید فضل صمدانی تھے جو میرے دیرینہ دوست سید فاروق بنوری کے والد محترم ہیں، مولانا سید ایوب جان بنوری کے جد امجد سید آدم بنوری تھے جن کا تعلق افغانستان کے ایک قصبہ بانور سے تھا اسی مقام کی نسبت سے یہ خاندان بنوری کے نام سے منسوب ہوا غرض یہ کہ بنوری خاندان کا تعلق بنوری سادات سے ہے جو پشاور کے علاوہ کوہاٹ اور خیبر ایجنسی میں بھی آباد ہے مولانا بنوری مرحوم نے ابتدائی تعلیم مسجد سے حاصل کی پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کے چچا مولانا فضل صمدانی بنوری مرحوم کے قائم کردہ مدرسہ رفیع الاسلام میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخلہ حاصل کیا چھ سال تک مولانا مرحوم نے یہاں درس نظامی کی کتابوں کی تکمیل کی اور پھر مزید دینی تعلیم کے حصول کے لئے ہندوستان کی سب سے بڑی درس گاہ، دارالعلوم دیوبند میں داخلہ حاصل کرنے کے لئے پشاور سے دیوبند چلے گئے جہاں درس نظامی کی اعلیٰ درجے کی کتب کا مولانا سید حسین احمد مدنی مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا رسول خان ہزاروی سے درس لیا۔ بعد میں جب انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریکیں اٹھیں تو ہندوستان میں علماء ہند نے جمعیت العلماء دیوبند کے نام

Scanned with CamScanner

سے مذہبی اور سیاسی تحریک قائم کی اس مذہبی تحریک کی ایک شاخ صوبہ سرحد میں بھی قائم ہوئی اور جب پشاور میں جمعیت کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اور جس میں مقتدر شخصیتوں نے حصہ لیا تو مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست مولانا سید ایوب جان بنوری کی رہائش گاہ ہی میں ہوا

تحریک آزادی کے حوالے سے مولانا سید محمد ایوب جان بنوری کا نقطہ نظر یہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے لئے ایک علیحدہ خطے کا جو مطالبہ کیا تھا یہ مسلمانوں کے جداگانہ تہذیب تمدن اور ان کے عقائد کی کوکھ سے پیدا ہونے والے فطری تناظر میں جانچنے والی حقیقت سے متعلق ہے کیونکہ ہندوستان میں جتنی بھی اقوام داخل ہوئیں وہ ہندو تہذیب و ثقافت میں اپنی انفرادیت مدغم کر چکی تھیں لیکن مسلم قوم کا تشخص ہندو تہذیب و ثقافت اور تمدن و افکار کی گرفت سے نہ صرف آزاد رہا بلکہ خود ہندو، سکھ اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہمارے مبلغین اسلامی کی سعی و تبلیغ سے مشرف با اسلام ہوئے بہر حال آج یہ عالم بے بدل اور معلم الاسلام ہم میں نہیں لیکن ان کی دینی اور فقہی خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری ایک عرصہ بیمار رہنے کے بعد اٹھارہ ربیع الثانی 1419ھ بمطابق بارہ اگست 1998ء اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، معززین شہر اور اعلیٰ حکام نے شرکت کی نماز جنازہ مولانا مفتی محمود کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمان نے پڑھائی اور ان کے صاحبزادے محمد خالد بنوری کی دستاربندی کی گئی

فرقہ ناجیہ کی تحقیق

مولانا سعید عالم میرٹھی

ماانا علیہ و اصحابی ---- الجماعۃ ---- السواد الاعظم

درحقیقت یہی وہ مسطر ہے جس کو سرور کونین محمد رسول اللہ ﷺ نے اس لئے تیار کیا تھا کہ صفحات عالم پر آئندہ عقائد و اعمال کی جب کوئی سطر کھینچی جائے تو وہ اسی سطر سے برابر کرلی جائے مضمون بالا مطالعہ کرنے کے بعد اب یہ فیصلہ کرنا آپ کو آسان ہو گا کہ وہ جماعت کونسی ہے جس کو معیار حق و باطل قرار دیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ وہ راسخ العلم جماعت ہے جو نہ تو الفاظ کی جکڑ بندیوں میں اتنی مقید ہے کہ عقل کو بالائے طاق رکھ دے نہ عقل کے گھوڑے پر ایسی سوار ہے کہ آنکھ بند کرکے علم سلف کو پامال کرتی چلی جائے بلکہ علم صحیح اور فہم صحیح کی دو روشنیوں میں اسی طریق کا پورا احترام رکھے جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کا طریقہ تھا۔ اس راہ مستقیم پر نہ تو اختلاف کی کھائیاں ہیں اور نہ بغض و عناد کی پہاڑیاں بلکہ یہ وہ راہ ہے جس کے دن رات دونوں برابر ہیں لیلہا و نہارہا سواء"

اختلاف کی تشریحات پڑھنے کے بعد اب یہ یقین کرلینا آپ کو آسان ہو گا کہ صحابہ کی جماعت میں کوئی اختلاف نہیں تھا وہ صرف فروعی مسائل میں جہاں ضروری سمجھتے اجتہاد کرلیتے تھے ان کے دور میں عمل ہی کا چرچا تھا اس لئے ایک مکمل دین کے جو طے شدہ مسائل تھے وہی مشغلہ ان کے لئے کافی تھا۔ فرضی مسائل ذات و صفات کے مباحث سے انہیں کوئی واسطہ نہ تھا اگر دین کے عملی حصہ کو صرف عمل کے لئے دیکھا جائے تو وہ آج بھی اتنا ہی مختصر اور صاف نظر آئے گا مگر افسوس تو یہ ہے کہ دور فتن نے بدنصیبی سے ہمارے حصے میں عمل کی بجائے اختلاف کا مشغلہ لگا دیا ہے۔

اختلاف امتی رحمتہ کی تشریح:۔

یہ ایک ضعیف الاسناد حدیث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کا اختلاف

رحمت ہے اس کی شرح میں علماء کے مختلف خیال ہیں قاسم بن محمد فرماتے ہیں۔
"کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے عملی اختلاف میں ہمارا یہ بڑا
فائدہ رکھا ہے کہ اب اگر کوئی شخص ان میں کسی کے مطابق بھی عمل کرلے تو اس
کے ئے اتنی گنجائش نکل آئی ہے۔" ابن وہب اس کی مزید تشریح نقل فرماتے ہیں
"قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ مجھے خلیفہ عدل عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول بہت پسند ہے
کہ مجھ کو یہ تمنا نہ ہوتی کہ صحابہ میں اختلاف نہ ہوتا اگر کہیں مسائل دینیہ میں
ایک ہی قول ہوتا تو بعض صورتوں میں لوگوں کے لئے وہ عملی تنگی کا باعث ہوجاتا
لیکن اب ان کے اختلاف سے دین میں عمل کی مختلف راہیں نکل آئیں چونکہ وہ
ہمارے مقتدیٰ ہیں اس لئے اب اگر ان میں کسی کا قول اختیار کرلیا جائے تو وہ بھی
دین کی ایک سنت پر عمل سمجھا جائے گا۔"

اس کا بظاہر حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام چونکہ زیر سایہ نبوت تربیت یافتہ
تھے شریعت کے اغراض و مقاصد کو پوری طرح سمجھتے اور رعایت کرنے والے تھے
اس لئے ان کے اختلاف کی وجہ سے ایک عمل کی جو مختلف صورتیں پیدا ہوئیں وہ
سب دین ہی کی راہیں کہلائیں گی اور سب مقبول ہوں گی اگر ان کے اختلاف کی
بدولت ہمارے سامنے یہ مختلف صورتیں نہ آتیں اور ایک عمل کی ایک ہی صورت
ہوتی تو بعض حالات میں اسی ایک صورت پر عمل کرنا دشواریوں کا موجب بن سکتا تھا
۔ اس بناء پر ان کے اختلاف کے رحمت ہونے کا مطلب دین میں عملی وسعت ہوگا
۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں ایک اور دشواری پیش آگئی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی
کج فہم اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ ہر شخص کو اس بات کا حق ہے کہ
حسب خواہش وہ جب چاہے جس صحابی کا قول چاہے اختیار کر سکتا ہے یہ بالکل غلط
ہے اس لئے فرماتے ہیں۔

"یہ بات طے شدہ ہے کہ شریعت کے ہر ہر مسئلہ میں جزئی جزئی مصلحت کے علاوہ
ایک کلی مصلحت بھی ہے جزئی مصلحت تو وہ خاص اس مسئلے کی دلیل اور حکمت سے
ظاہر ہوتی ہے لیکن کلی مصلحت یہ ہے کہ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے

اعتقادی، قولی، عملی ہر پہلو میں آئین شریعت کا مقید رہے اور ایک سانڈ کی طرح آزاد نہ رہ سکے اس کی ہر ہر نقل و حرکت شریعت کے اشاروں پر ہو۔

اس کے بعد پھر قاضی اسماعیل سے نقل فرماتے ہیں کہ :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے اختلاف سے جو وسعت ہم کو حاصل ہوئی ہے وہ دین میں اجتہاد کرنے کی وسعت ہے کیونکہ ان کا اختلاف اس کی دلیل ہے کہ غیر منصوص مسائل میں انہوں نے اجتہاد کیا ہے اور اس اجتہاد ہی کی وجہ سے ان میں اختلافات پیدا ہوئے۔ اختلافات کے رحمت ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ صحابہ کے مختلف افعال میں ہر شخص کو بے دلیل اپنی مرضی کے مطابق انتخاب کا حق حاصل ہوگیا ہے۔"

"ابن عبدالبر نے قاضی اسماعیل کی رائے پسند کی ہے اور اپنی کتاب جامع بیان العلم میں اس پر مفصل کلام کیا ہے۔ قاضی اسماعیل کا مطلب یہ ہے کہ گوناگوں واقعات اور مختلف حوادث کے لئے ہمیشہ نص صریح کا ملنا تو دشوار ہے اس لئے امت کے لئے دینی مسائل ہیں اجتہاد کرنا ایک ناگزیر مسئلہ تھا جس کے لئے متاخرین امت کو ابتدائی قدم اٹھانا بہت مشکل ہوجاتا جب صحابہ کرام میں اختلافات ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ اختلافات ان کے اجتہاد کی وجہ سے پیدا ہوئے تو اب امت کے لئے بھی اجتہاد کا جواز نکل آیا یہی وہ رحمت ہے جس کی طرف اختلاف امتی رحمتہ میں اشارہ کیا گیا ہے اگر ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے تو یہ ثابت ہی نہیں ہوسکتا تھا کہ ہم سے پیشرو امت نے دین کے باب میں اجتہاد کیا ہے یا نہیں ان حالات میں ہمارے لئے از سر نو اجتہاد کا دروازہ کھولنا بہت مشکل تھا ادھر اجتہاد کرنا مشکل، ادھر ہر جزئی مسئلہ میں نص صریح ملنا ناممکن پھر دین کی مشکلات حل ہوتیں تو کیونکر ہوتیں۔ صحابہ کرام کے اختلاف نے ہماری یہ مشکل حل کر دی اور اب عملی طور پر ہمارے لئے اجتہاد کا اسوہ حسنہ ثابت ہوگیا۔ اختلاف کے رحمت ہونے کا یہ مطلب غلط ہے کہ ہر شخص کو اپنے اہواء کے موافق صحابہ کے اقوال میں انتخاب کرلینے کا حق حاصل ہے کیونکہ اس کا مطلب تو بالالفاظ دیگر یہ ہے کہ شریعت کی کسی پر کوئی

گرفت ہی نہیں کیونکہ بعض مرتبہ مسائل فروعیہ میں اختلاف نفی و اثبات کا اختلاف ہوجاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کا کوئی عمل، نفی و اثبات کے دائرہ سے عقلاً باہر نہیں رہ سکتا پس اس تقدیر پر اگر ہر شخص کو صحابہ کے افعال میں انتخاب کا حق حاصل ہوجائے تو اس کا جو عمل بھی ہوگا وہ یقیناً شریعت کے دائرہ میں کہلائے گا اور شریعت کا وجود و عدم برابر ہوجائے گا اور آپ معلوم کر چکے ہیں کہ یہ سرے سے شریعت کے مقاصد کلیہ کے بالکل برخلاف ہے وہ انسان کو اتنا آزاد چھوڑنا پسند نہیں کرتی۔

تلاش کرکر کے صرف شرعی رخصتوں پر عمل کرنا فسق ہے :-

حافظ ابن حزم اس پر تو اجماع نقل کرتے ہیں کہ شرعی حجت کے بغیر صرف مذاہب کی رخصتوں پر عمل کرنا ناجائز بلکہ فسق ہے ۔بہر حال صحابہ کرام کے اختلافات دیکھ کر اختلاف امت کے رحمت ہونے کا مطلب خواہ صرف جواز اجتہاد کی حد تک ہویا امت کے سامنے ایک عمل کی مختلف صورتوں کی وسعت بھی اس کے مفہوم میں داخل رہے ۔ دونوں صورتو میں صحابہ کرام کے اختلاف کی نوعیت، دوسری جماعتوں کے اختلاف کی نوعیت سے بالکل جداگانہ ہے یہ بحث اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ ہر شخص کو مختلف اقوال میں حسب دلخواہ انتخاب کا حق حاصل نہیں اس کے ضوابط و قواعد مستقل ہیں ہماری غرض یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ صحابہ کرام میں اصولاً تو کوئی اختلاف ہی نہ تھا ہاں فروعی اختلاف تھا مگر وہ ہمارے لئے باعث رحمت ہوا نہ کہ باعث تفریق و زحمت۔

مجتہدین امت کا اختلاف :-

مجتہدین کے دور تک عمل کی گاڑی اسی طرح مشترکہ طور پر کھینچتی رہی ۔ شدہ شدہ بے علمی کا دور آیا ادھر تکوینی طور پر کچھ اہل علم کسی خطہ یا جماعت میں روشناس ہوگئے ۔ بے علم جماعتوں نے ان سے مسائل پوچھنا شروع کئے پھر معاصر علما نے ان کا علم خلوص و دیانت آزما کر ان کے سامنے زانو تلمذ طے کیا۔ اس طرح ایک زمانہ دراز تک اہل علم اور غیر اہل علم کی متفقہ آواز نے ان کو دنیا میں ایک غیر معمولی

Scanned with CamScanner

حیثیت دے دی ان کے فروع و اصول مکمل طور پر قلمبند کئے گئے اور بحث و تمحیص کے تسلسل سے دیگر مجتہدین کے بالمقابل ان میں ایک مکمل امتیاز پیدا ہوگیا اور اپنے اپنے دائرہ تلمند کے مطابق ان کا مذہب اس مجموعی صورت میں پھیلتا رہا۔

تدوین دین میں فطری ارتقاء:۔

فطری ارتقاء احساس ضرورت اور جذبات خدمت کی بناء پر جس طرح قرآن صحف سے مصحف، مصحف سے مصاحف اور مصاحف سے اعراب و سورورکوعات کے مدارج ارتقائی طے کرتا چلا آیا اور بلاشبہ ان ارتقائی منازل کے بعد یہ قرآن وہی قرآن تھا جو دور اول میں موجود تھا۔

سنت میں ارتقاء:۔

اسی طرح سنت کے بھی ارتقائی دور میں گو قرآن و سنت کے مراتب کے لحاظ سے عمل انسانی کو یہاں کچھ زیادہ آزادی حاصل ہوئی اس لئے وہ دور صحابہ سے گزر کر دور مجتہدین میں اور منضبط ہوئے پھر اس انضباط میں کچھ اور ترقیات ہوئیں اور ایک زمانہ تک حدیث و فقہ ایک ہی جگہ مدون چلتے رہے۔ اسی احساس ضرورت نے پھر مجبور کیا کہ دونوں فن علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں۔ شروع میں صرف یہ قدم بھی نیا اور قابل اعتراض معلوم ہوا آخر کار اس کے قواعد دیکھ کر تمام دنیا نے اس کو مانا اور تمام علماء کی یہی متفقہ پالیسی بن گئی۔

فقہی ارتقاء:۔

اس فطری ارتقاء اور تکوینی اسباب کے ماتحت لاکھوں اہل علم اور کروڑوں انسانوں میں یہ دین بہ حیثیت مجموعی سفر کر رہا ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ اس کا نام شافعیت و حنفیت رکھ کر دنگل قائم کردو یا اسے انحطاط دور کے لحاظ سے قدرت کی ایک اعانت تصور کرلو جس نے تمہاری سہولت کے لئے تمہاری ضرورت کے بقدر مرتب شدہ دین تمہارے گھروں تک پہنچا دیا ہے۔

حنفیت و شافعیت کے اختلاف کی حقیقت:۔

حنفیت و شافعیت کا اختلاف بھی دین میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے نہ یہ

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

۱ ۲ ۳

اختلاف اہوا پر مبنی ہے نہ اتباع متشابہات کا نتیجہ ہے۔ نہ علم سلف سے بے خبری
اس کی بنیاد ہے بلکہ "اختلاف امتی رحمتہ کا وہ حصہ ہے جو ہر زمانہ میں بقدر
ضرورت امت مرحومہ میں تقسیم ہوتا رہا ہے اگر نااہلوں اور بے علموں نے اس کو
پارٹی بندی کا ذریعہ بنالیا ہے تو وہ قصور ان کا ہے۔

بقیہ صفحہ ۳۷ کا

تقریری مقابلے میں اول دوم اور سوم آنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کرنے
مرحلہ پیش آیا دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد
صاحب کمزوری اور بیماری کی تکلیف کی وجہ سے آرام فرما تھے جبکہ شیخ الحدیث م
ڈاکٹر سید شیر علی شاہ ' استاذ حدیث مولانا عبدالحلیم دیروی ' استاذ حدیث مولانا ا
الحق صاحب ' اور حضرت مولانا سعید الرحمان صاحب نے انعامات تقسیم کئے ا
مجلس کے مہمان خصوصی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب تھے جنہ
نے اپنی علالت اور ضعف کے باوجود اس مجلس میں شرکت کے لئے حضرت م
صاحب کی دعوت قبول فرمائی اور تشریف لاکر جامعہ کے ساتھ اپنی محبت اور شفقت
ثبوت دیا۔

آخر میں شیخ الحدیث مولانا فضل الٰہی صاحب نے جامعہ کی ترقی کے لئے دعا مانگی ا
اسی دعا سے مجلس اختتام پذیر ہوئی دعا کے بعد نماز عصر کا وقت تھا نماز سے فار
ہونے کے بعد جامعہ کی طرف سے مہمانوں کی چائے سے خاطر تواضع کی گئی۔

۲۳۰م

Scanned with CamScanner